Title - AAINA - E - TAREEKH NUMA (Part - 2).

Creator - Raja Shiv Parshad

Publisher - Matba Munshi Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1894 - 1913.

Pages - 144

Subjects - Tareekh - Hindustan ; Hindustan - Tareekh.

آئینہ تاریخ نما

حصۂ دوم

AINA-I-TARIKHNUMA.

HISTORY OF INDIA.

PART SECOND.

BY RAJÁ SÍVAPRASAD, C. S. I.,

Fellow of the University of Calcutta and late Inspector 2nd Circle, Department Public Instruction, North-Western Provinces and Oudh.

جسکو راجہ شیو پرشاد ستارۂ ہند فیلو یونیورسٹی کلکتہ والہ آباد نے اپنی ہندی کتاب سے

اردو مین ترجمہ کیا اور

بعد تصحیح و تحشی صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم ممالک مغربی و شمالی کے حسب حکم جناب

نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی

سابق گورنمنٹ پریس الہ آباد مین چھپا تھا

اب

واسطے استعمال مدارس و مکاتب کے

مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھپا

ماہ جولائی [illegible]ء

اس کتاب کی رجسٹری حسب دفعہ ۱۸ و ۱۹ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء نمبر [illegible] مورخہ ۱۸ جولائی سنہ [illegible]ء کو بحق مطبع اودھ اخبار ہو گئی ہے

التماس - از جانب راجہ شیو پرساد صاحب ستارہ ہند مصنف آئینہ تاریخ نما بر سہ حصہ اہل بصیرت و خبرت کی خدمت مین التماس ہر کہ اس کتاب مین اگر کوئی غلطی طبع وغیرہ ملاحظہ سے گذرے تو براہ مہربانی نقشہ مندرجہ ذیل اغلاط کی خانہ پوری کرکے ارسال فرمائین تاکہ طبع آیندہ مین اُسکی اصلاح کرلیجاوے

نام کتاب	صفحہ	سطر		غلط	صحیح

کتب ذیل کا کاپی رائٹ مصنف صاحب سی ایس آئی نے اپنے دوست منشی نولکشور صاحب سی آئی ای کو دیدیا ہو جن صاحب کو کوئی کتاب مطلوب ہو مطبع اودھ اخبار سے طلب فرمائین ملتمس شیو پرساد

فہرست تصنیفات راجہ صاحب محتشم الیہ

کتب اردو

۱ جام جہان نما حصہ اول - تمام روے زمین کا بیان وخاص ملک ایشیا وہندوستان کا بیان کس قدر موزون تحقیقات اور تصریح کے ساتھ ہو-

۲ ایضاً حصہ دوم - ایضاً -

۳ ایضاً حصہ سوم - ایضاً

۴ ایضاً حصہ چہارم - ایشیا کے ملکون کا بیان و جزائر کا بیان -

۵ چھوٹا جام جہان نما - بطریق اختصار اُسی بسوط کتاب ہر چہار حصہ کا بیان ہو-

۶ آئینہ تاریخ نما حصہ اول - تواریخ ہندوستان کی وحالات راجگان ہند و واخیر عملداری مسلمانون تک یہ کتاب نہایت ہی لائق تحقیقات سے لکھی گئی-

۷ ایضاً حصہ دوم - تواریخ ہندوستان شروع عملداری انگریزون سے عہد گورنر جنرل مین لارڈ کنینگ صاحب بہادر تک یہ کتاب نہایت ہی لائق تحقیقات سے لکھی گئی

۸ ایضاً حصہ سوم ہندوستان کے لوگون کے زمانہ سابق کی اصلی کیفیت اور حالات اور مذہب کا [illegible]

۹ صرف ونحو اردو - کتاب قواعد صرف ونحو کے آسان طریقہ سے طلبہ کی تعلیم کو ترقی بخش ہو-

۱۰ ایضاً فارسی - کتاب اردو کا ترجمہ انگریزی قاعدہ سے کہ جس سے نہایت جلد طلباء کی تعلیم مین معاون ہوگی-

۱۱ دل بہلاؤ حصہ اول - کتاب نثر درسی بتدیون کے واسطے جسمین نہایت عمدہ نصیحتین ظرافت کے پیرایہ مین ہین-

۱۲ ایضاً حصہ دوم - ایضاً -

۱۳ ایضاً حصہ سوم - ایضاً -

۱۴ قصہ سینڈفورڈ مرٹن کامل ہر حصہ یکجائی - ایک نہایت عمدہ نصیحت آمیز قصہ جو انگریزی قصہ سے ترجمہ کیا گیا ہو طلباء کے طریقہ وطرز معاشرت تعلیم کا نہایت عمدہ اور موزون طرز لکھا ہو کہ دیکھنے والے کو جب تک کل قصہ پڑھ نہ لیوے صبر نہوگا-

۱۵ ایضاً حصہ اول - ایضاً -

۱۶ ایضاً حصہ دوم - ایضاً -

۱۷ ایضاً حصہ سوم - ایضاً -

۱۸۷۵

آئینہ تاریخ نما

حصہ دوم

آگے انگریزون کو یہان آنے کے لیے سمندر کا راستہ معلوم نہ تھا جہازی تجارت یہان سے خالی ایران عرب اور مصر و چین والون کے ساتھ جاری تھی یعنی یہ لوگ اپنے جہاز [illegible] بنگالہ ہی کی کھاڑی کے اندر چلایا کرتے تھے سمندر کو [illegible] اپار سمجھکر کبھی اُن کھاڑیون کے باہر نہ جاتے تھے۔ اور یہ تو [illegible] [illegible] ہو سکتا تھا کہ ہند کے سمندر سے نکلکر افریقہ کے پچھم اٹلانٹک سمندر مین پہونچتے لیکن جو سب چیزین ہندوستان سے جہازون پر مصر اور بصرہ کو جاتی تھین اور پھر وہان سے خشکی اور تری کی راہ فرنگستان مین پہونچتی تھین اُنکی تجارت مین اتنا فائدہ اُٹھتا تھا کہ فرنگستان والے یہان کی سیدھی راہ پانے کے لیے نہایت بیچین تھے اور ہر طرف سے

[illegible]

اُسکی ڈھونڈھ کھوج کر رہے تھے۔ کوئی یہ سمجھکر کہ زمین گول ہے ہندوستان آنے کے لیے اپنا جہاز سیدھا پچھم کو چلاتا اور امریکا کے کنارے جا اُلگتا۔ کوئی یہ سمجھکر کہ پُرانے بّرِ اعظم کے چارون طرف سمندر ہے کنارے کنارے اُتر کو لیجاتا اور وہان اُتر سمندر کی جمی ہوئی برف مین پھنس رہتا۔ اور کوئی یہ سمجھکر کہ افریقہ کے پورب ہندوستان ہے اُسکے گرد گھومنے کو نکلتا پر آدھی دور جاکر مارے طوفان کے پیچھے موڑ آتا۔ اور اُس جگہ کا نام طوفانی انتریپ رکھتا یہان تک کہ ۱۴۹۷ء مین پرتگال کے بادشاہ امان ال نے واسکوڈگاما کو تین جہاز لیکر دکھن کی راہ ہندوستان جانے کا حکم دیا اُسنے نہ کچھ طوفان کا خیال کیا نہ طوفانی انتریپ کا۔ چلتے چلتے گیارہ مہینے کے لگ بھگ افریقہ گھوم کر ملیوار کے کنارے کلیکوٹ مین لنگر آ ڈالا۔ اُسوقت وہان کے راجہ کا نام پرتگال والون نے شامورم لکھا ہے وہ تو اُنکی خاطرداری کرنا چاہتا تھا لیکن عرب والون نے ڈاہ کھا کے اُسکا دل اُنسے پھیر دیا۔ واسکوڈگاما نے جب یہ معلوم کیا تُرت لنگر اُٹھا کے پال اپنے ملک کی طرف اُڑا یا دوسرے سال پرتگال کے بادشاہ نے تیرہ جہاز روانہ کیے اور اُنپر آٹھ پادری اور بارہ سو سپاہی بھی بھیجے الوارِز کابرال اُنکا افسر تھا۔

چھ جہاز انھین سے کلی کوٹ پہونچے راجہ انکی بھیڑ بھاڑ دیکھکر دبدبہ مین آگیا۔ جن ہندوون کو واسکو ڈگاما جاتے وقت یہان سے پکڑ لیگیا تھا اور اب الوارز کابرل واپس لایا تھا انھون نے پرتگال کا بہت بڑھاوے کے ساتھ بیان کیا نادان راجہ نے پرتگال والون کو کلی کوٹ مین کوٹھی کھولنے کی پروانگی دی۔ اور پھر دھیرے دھیرے
سنہ ۱۵۱۰ء اُنھون نے اور بھی جگہ کوٹھی کھولنی شروع کی سنہ ۱۵۱۰ء مین بیجاپور والون سے گوا چھین لیا۔ اور تب سے برابر اُنکا یہان دارالحکومت بنا رہا۔

پرتگال والون کی دیکھا دیکھی ڈچ اور فرانسیسی بھی اپنے جہاز ادھر لانے لگے۔ پھر یہ کب ہوسکتا تھا کہ انگریز چپ چاپ
۱۵۹۹ء بیٹھے رہتے سنہ ۱۵۹۹ء مین انگلستان کے کچھ آدمیون نے ساجھا کرکے تیس لاکھ روپیہ پونجی کے طور پر اکٹھا کیے۔ اور اُسوقت کی ملکہ کوین الیزبتھ سے اس مضمون کی ایک سند لے لی کہ پندرہ برس تک بے اُنکی پروانگی کوئی دوسرا آدمی اُنکے ملک کا یورپ مین تجارت نہ کرنے پاوے۔ ساجھیون کو انگریزی مین کمپنی کہتے ہین اسی لیے ان ساجھیون کا نام ایسٹ انڈیا کمپنی پڑ گیا۔ انکا جلسہ جو سال مین چار بار یعنی سہ ماہی وار ہوا کرتا تھا کورٹ آف پروپرائٹرس یعنی

مالکون کی کچہری کہلایا۔ اسمین جو پانچہزار روپیہ اور اُسکے اوپر کے
حصہ دار تھے انھین راے دینے کا اختیار تھا۔ اور آئین قانون بنانا
اور نفع کا بانٹنا بھی انھین کے ہاتھ تھا۔ باقی سب کام کے لیے
یہ اپنے درمیان سے سال کے سال چوبیس آدمی کارباری مقرر
کردیتے تھے اس چوبیسی کا نام کورٹ آف ڈائرکٹرس تھا بیس ہزار سے
کم کا حصہ دار ڈائرکٹر نہین ہوسکتا تھا اور اسکا میر مجلس چیرمین کہلاتا تھا۔
ہندوستان مین ہوتے ہوتے تین احاطہ ہوگئے یعنی کلکتہ بمبئی
مندراج اور تینون مین تین پریسیڈنٹ یا گورنر اپنی اپنی کونسل سمیت
رہنے لگے۔ اُسوقت ملکی صاحب لوگون کے چار درجہ تھے
پانچ برس تک متصدی پانچ سے آٹھ تک کوٹھی والے آٹھ سے
گیارہ تک چھوٹے سوداگر اور گیارہ برس ہندوستان مین رہنے کے
بعد بڑے سوداگر کہلاتے تھے اور انھین بڑے سوداگرون مین سے
پرانے صاحبون کو چُن کر کونسل کا ممبر بناتے تھے۔

سنہ ۱۶۰۹ء ندان سنہ ۱۶۰۹ء مین سرہنری مڈلٹن اس کمپنی کا بھیجا ہوا تین جہاز
لیکر سورت مین آیا لیکن خرید و فروخت کے باب مین حاکم سے
تکرار ہوجانے کے سبب اُسوقت وہان کوٹھی کھولنے کی پروانگی
سنہ ۱۶۱۳ء نہین ملی سنہ ۱۶۱۳ء مین جہانگیر نے انھین سورت گھوگھا کھمبات اور

احمدآباد مین اور پھر تھوڑے ہی دنون بعد شاہجہان نے سندھ اور
بنگالہ مین بھی کوٹھیان کھولنے کی پروانگی دی محصول ساڑھے تین روپیہ
سیکڑا ٹھہرا یہ اُسوقت کسکے خیال مین تھا کہ اسی کمپنی کے نوکر اُسکی اولاد
اور اُسکے جانشین کو قید کرکے رنگون لیجا دینگے۔ اور سارے ہندوستان
مین اپنا سکہ چلا دینگے۔

سنہ ۱۶۳۹ء مین انھون نے چندرگری کے راجہ سے جو بیجانگر سنہ ۱۶۳۹ء
والون کی اولاد مین سے تھا پروانگی لیکر مندراج بسایا اور وہان
سینٹ جارج قلعہ بنایا سنہ ۱۶۶۸ء مین انگلستان کے بادشاہ سنہ ۱۶۶۸ء
دوسرے چالس نے بمبئی کا ٹاپو جو اُسنے پرتگال والون سے جہیز مین
پایا تھا۔ سو روپیہ سال خراج پر کمپنی کو دے ڈالا۔ کلکتہ بھی اُن دنون
نرا ایک گانوٗن سا تھا۔ چھوٹا نٹے اور گوبندپوران دونون گانوٗن کے
ساتھ اُسکی سند دہلی کے بادشاہ سے لیکر وہان اُنھون نے فورٹ ولیم قلعہ بنایا

سنہ ۱۷۱۵ء مین کلکتہ کے پریسیڈنٹ نے کچھ تحفہ تحائف کے سنہ ۱۷۱۵ء
ساتھ دو صاحبون کو ایلچیون کے طور پر فرخ سیر کے دربار مین بھیجا
بادشاہ اُن دنون بیمار تھا۔

مرضی مالک کی اُنھین ایلچیون کے ساتھ ہملٹن نام جو ڈاکٹر تھا
اُسی کے علاج سے چنگا ہوا حکم دیا انعام مانگ جو مانگیگا منھ مانگا

پاویگا اُسنے اپنے لیے تو کچھ نہ مانگا پر عرض کیا کہ اگر جہان پناہ خوش ہین
تو کمپنی کو بنگالہ مین اٹھیس گانوٗن کی زمینداری خریدنے کی پروانگی ملے
اور کلکتہ کے پریسیڈنٹ کے دستک سے جو مال روانہ ہو محصول کے لیے
اُسکی تلاشی نہ لیجاوے سچ پوچھو تو ڈاکٹر ہملٹن نے بڑی ہمت کا کام کیا۔
اپنا نقصان سہکر اپنے ملک والون کا فائدہ چاہنا حقیقت مین بڑی ہمت کا
کام ہے بادشاہ نے اُسکی دونون باتون کو مان لیا۔ اُن دنون مین
ہندوستان سے چھینٹ اور سوتی کپڑا انگلستان کو بہت جاتا تھا
انگریزون کا ارادہ تھا کہ کلکتہ کے گرد زمینداری لیکر اتنے جولاہے
بسا دین کہ پھر کپڑون کی تلاش گانوٗن گانوٗن نہ کرنی پڑے۔ کیا قدرت ہے
قادر مطلق اور خالق برحق کی کہ یہان کے جولاہے تو جولاہے ہی
بنے رہے اور انگلستان والے جہاز بھر بھر کر اب یہان سوتی کپڑے
پہونچانے لگے۔ نہ ان زمینداری تو اُسوقت بنگالہ کے صوبہ دار نے
انگریزون کے ہاتھ نہین لگنے دی۔ زمیندارون کو بیچنے کی مناہی کردی
لیکن اُنکے مال پر محصول معاف ہو جانے سے اُسے بہت نقصان پہونچا
پریسیڈنٹ نے سارا مال اپنے دستک سے منگانا اور روانہ کرنا شروع کیا
یعنی جو مال کمپنی کا نہین تھا اُسکو بھی اپنے اور دوسرے صاحبون کے
فائدے کے لیے دستک دے کر محصول کی تلاشی سے بچانے لگا۔

اِس عرصے مین فرانسیسیون نے پھُوچیری کو مضبوط کر لیا تھا
جب ۱۷۴۴ء مین انگلستان اور فرانسیس کے درمیان دشمنی پیدا ہوئی سنہ ۱۷۴۴ء
اُنھون نے ہزار دو ہزار سپاہی بھیجکر مندراج گھیر لیا۔ انگریز یہان اُسوقت
تین سو سے زیادہ نہ تھے پانچ دن گھرے رہ کر فرانسیسیون کے
قول و قرار پر دروازہ کھول دیا۔ اور جو کچھ تھا اُنکے حوالہ کر دیا۔ لیکن
تھوڑے ہی دنون بعد کچھ انگریزی جنگی جہاز آگئے تو اُنھون نے مندراج
مین بھی قبضہ کیا اور پھُوچیری کو جا گھیرا۔ پر مہینے بھر بعد برسات
آجانے کے سبب گھیرا اُٹھا لینا پڑا۔ تنجور کا راجہ پرتاب سنگھ نا بالغ تھا
اُسکے بھائی ساہو جی نے انگریزون سے کہا کہ تنجور والے پرتاب سنگھ سے
ناراض اور مجھ سے راضی ہین اگر گدی دلا دو دیبی کوٹے کا قلعہ اور
ضلع تمھارے حوالے کرون انگریزی فوج چڑھ گئی۔ کلائیو نب لفٹنٹ تھا
دھاوا اُسی کے نام سے ہوا قلعہ لوٹنے پر پرتاب سنگھ نے دیبی کوٹہ
انگریزون کو دے دیا اور ساہو جی کے کھانے کو کچھ سالانہ مقرر کر دیا
انگریزی سرکار اس بات سے راضی ہو گئی۔
پھُوچیری کا فرانسیسی گورنر ڈوپلی انگریزون سے بڑی لاگ رکھتا تھا
جو بات اِس ملک مین اب انگریزون کو ہے وہ اُسے فرانسیسیون کے
لیے حاصل کیا چاہتا تھا۔ ۱۷۴۸ء مین دکھن کے صوبہ دار آصفجاہ کے سنہ ۱۷۴۸ء

مرنے پر جب اسکے بیٹے پوتون مین تکرار ہوئی ڈوپلی نے اُسکے پوتے مظفر جنگ کو مدد دی۔ اسلیے جب مظفر جنگ گدّی پر بیٹھا ڈوپلی کو کرشنا سے کماری انتریپ تک کی حکومت دے دی۔ اور کرناٹک کا نواب بھی ارکاٹ مین اُسی کے دوست چندا صاحب کو جو پہلے نوابون سے کچھ رشتہ داری رکھتا تھا بنا دیا۔ آصف جاہ کے بنائے نواب انوارالدین کا بیٹا محمد علی ترچناپلی کا حاکم بنا رہا۔

انگریز محمد علی کے طرفدار تھے جب چندا صاحب نے فرانسیسیون سے مدد لیکر ترچناپلی پر چڑھائی کی کلائیو نے دوسو گورے اور تین سو سپاہیون سے جاکر ارکاٹ لے لیا چندا صاحب کے آدمیون نے کلائیو کو پچاس دن تک ارکاٹ مین گھیر رکھا۔ اور اُسے وہان سے نکالنے کی تدبیر مین کچھ باقی نہ چھوڑا۔ یہ دس ہزار سوار پیادون کی بھیڑ بھاڑ رکھتے تھے۔ اور ڈیڑھ سو فرانسیسی انکے ساتھ تھے۔ لیکن کلائیو نے ایسی بہادری دکھلائی اور اُنکے دانت کھٹے کر دیے۔ کہ سبکے سب ناکام پھرے۔

کہتے ہین کہ قلعہ مین جب رسد کم ہونے پر آئی سپاہیون نے کلائیو سے کہا کہ صاحب بھات گورون کے لیے لے لو ہم ہندوستانی اُسکے مانڈ سے گذارا کر لینگے اسی ایک بات سے

سمجھ لو کہ کلایو کیسا مہربان افسر تھا۔ اور اپنے آدمیون کو کیسا راضی اور خوش رکھتا تھا۔ سچ ہے جب ایسا تھا تب ہی اُس سے ایسا کام بھی بنتا تھا۔

اگرچہ چندا صاحب ایک تنجوری جنرل مانک جی کے ہاتھ سے جو محمد علی کا مددگار تھا مارا گیا پر جب تک ڈوپلی پٹوچیری کا گورنر رہا انگریز اور فرانسیسیون کی تکرار ونہ مٹی۔ کہین نہ کہین کسی نہ کسی بہانہ سے لڑائی ہوتی رہی۔ اگر ڈوپلی رہتا۔ نہ معلوم فرانسیسیون کی عملداری اس ملک مین کہان تک پہونچتا۔ پر فرانسیسیون نے اُسکی کچھ بھی قدر نہ کی بدل دیا۔ اور انگریزون سے دب کر چار رونٹ سرکار کی حکومت چھوڑ کر جو اُنکی ایک عمدہ داربسی نے دکھن کے صوبہ دار صلابتجنگ سے حاصل کی تھی
سنہ ۱۷۵۵ع سے حاصل کی تھی ۱۷۵۵ع مین صلح کا عہد وپیمان کر لیا محمد علی بڑی دھوم دھام سے ارکاٹ مین گدی پر بیٹھا۔ انگریزون کی بدولت سارے کرناٹک کا نواب بنگیا۔ اگرچہ صلابتجنگ کو دکھن کی صوبہ داری حاصل کرنے مین بسی سے بہت بڑی مدد ملی۔ لیکن اُن دنون کئی سبب سے وہ اُس سے ناخوش ہوگیا تھا اور فرانسیسیون کے بدل انگریزون کو اپنے یہان رکھا چاہتا تھا خالی بنگالہ مین بکھیڑا ہو جانے کے سبب اُسے اُسوقت مندراج سے انگریزی سپاہ نہ ملسکی

سنہ ۱۷۵۶ء مین نیکنام الہ وردی خان کے مرنے پر اُسکے بھتیجے کا [illegible]
بیٹا اور اُسکا ناتی سراج الدولہ بنگالہ بہار اور اُڑیسہ کا صوبہ دار ہوا
وہ نہایت تندمزاج اور بدنیت اور ظالم تھا انگریزون سے دلی
نفرت رکھتا تھا۔ جب سُنا کہ اُسکے چچا کے دیوان نے اپنا سب
مال و متاع اور گھربار کے لوگون کو اُسکے پنجے سے بچانے
کے لیے اپنے لڑکے کشن داس کے ساتھ انگریزون کی حمایت مین
کلکتہ بھیجدیا تُرت ایک آدمی روانہ کیا کہ اُسکو انگریزون سے مانگ
لاوے وہ آدمی کلکتہ بساطیون کے بھیس مین پہونچا۔ اور
سیٹھ امین چند کے مکان پر ٹھہرا۔ امین چند نے اُسے انگریزون سے
ملایا۔ انگریزون نے اِسمین امین چند کی سازش سمجھی اور اُسکی بات پر
کچھ خیال نہ کیا پھر سراج الدولہ نے ایک آدمی سے یہ کہلا بھیجا
کہ تم کلکتہ کے قلعہ کی مضبوطی مت کرو اِس بات پر بھی انگریزون نے
کچھ دھیان نہ دیا تب سراج الدولہ کا خون جوش مین آیا۔ اور
اُسکے جی مین غصہ کی آگ بھڑکی لڑائی کا بہانہ بہت اچھا پایا
پہلے تو قاسم بازار مین جو انگریزون کی کوٹھی تھی ضبط کرلی۔ اور پھر انھین
کلکتہ کے قلعہ مین جا گھیرا گورے سپاہی جنگی اُسوقت وہان سو بھی
موجود نہ تھے قلعہ کے بچنے کی کوئی بھی امید دکھلائی نہ دی بہت سے

انگریز یو ڈریک صاحب گورنر کے ساتھ جہازاور کشتیون پر سوار ہوکر
وہان سے ٹل گئے۔ اور جو بیچارے بیخبری مین قلعہ کے اندر رہے
وہ دوسرے دن سراج الدولہ کی قید مین آ گئے۔ جب اُنکے افسر
ہال ویل صاحب کو مشکین باندھکر اُسکے سامنے لائے اُسنے
ترت اُسکی مشکین کھلوا دین اور کہا خاطر جمع رکھو تمہارا کچھ نقصان
نہونے پاویگا۔ لیکن رات کو جب قیدیون کے رکھنے کے لیے
کوئی مکان نہ ملا تو سراج الدولہ کے آدمیون نے ایک سو چھیالیس
انگریزون کو ایک کوٹھری مین جو کل اٹھارہ فیٹ لمبی اور چودہ فیٹ
چوڑی تھی بند کردیا۔

اس کوٹھری کا نام انگریزی مین بلیک ہول یعنی کالی بل رکھا
گیا ہے اور جو کچھ اُن قیدیون کے جی پر رات کو بیتی اُنھین کا جی
جانتا ہوگا بہتیرے گھائل تھے بہتیرے شراب کے نشے مین گرمی
کی شدت تھی پیاس نہایت تھی۔ صبح کو جب دروازہ کھلا ۲۳ جیتے
نکلے سو شکل اُنکی بھی مُردون سی بن گئی تھی۔

ہال ویل صاحب کو سراج الدولہ کے سامنے لیگئے اُسنے
اُسکی کچھ بھی دادفریاد نہ سنی یہی پوچھتا رہا کہ بتاؤ انگریزون نے خزانہ
کہان گاڑا ہے اور اُسکے اور دو انگریزون کے پیرون مین

بیڑیان ڈلواکر ان تینون کو تو ایک کھلی کشتی پر قید رہنے کے لیے
مرشدآباد بھیجا اور باقی کو چھوڑ دیا۔ مرشدآباد مین الہ وردی خان کی
بیگم نے ان تینون کو بھی سراج الدولہ سے سفارش کرکے چھڑوا دیا۔
جب یہ خبر مندراج مین پہونچی وہان والون نے نوسو گورے
اور پندرہ سو سپاہی دیکر کلائیو کو جو اب انگلستان سے لفٹنٹ کرنل
ہو آیا تھا دس جہازون پر کلکتہ روانہ کیا۔ ۲ جنوری ۱۷۵۷ء کو کلائیو نے ۱۷۵۷ء
کلکتہ لیا تیسری فروری کو سراج الدولہ چالیس ہزار آدمیون کی بھیڑبھاڑ
لیکر کلکتہ کے پاس پہونچا لیکن کلائیو نے قلعہ سے نکلکر اسپر ایک ایسا
ہلا کیا کہ اگرچہ اُس حملے مین کلائیو کو ایک سو بیس گورے دس سپاہی
اور دو توپین کھوکر پھر قلعہ مین پناہ لینی پڑی۔ پر سراج الدولہ نے
بائیس افسر اور سو آدمیون کے مارے جانے سے گھبراکر اِن
شرطاپر صلح کرلی۔ کہ جو کچھ کمپنی کا مال و اسباب لوٹ اور ضبطی مین آیا تھا
سب لوٹا دیا جاوے کمپنی کے آدمی کلکتہ مین قلعہ جیسا چاہین
مضبوط بناوین ٹکسال اپنی جاری کرین اڑتیس گانوٗن پر جنکی سند
۱۷۱۷ء مین اُنھون نے پائی تھی اپنا قبضہ رکھین۔ اور محصول کی ۱۷۱۷ء
معافی کے لیے اُنکے دستک کافی سمجھے جاوین۔ اِسمین شک نہین
کہ یہ شرطا سراج الدولہ نے خالی بہلاوا دینے اور قابو پانے کے لیے

کی تھی۔ جی مین اُسکے دغا تھی۔ وہ انگریزون سے دلی نفرت رکھتا تھا اور فرانسیسیون کی پچ کرتا تھا۔ بلکہ اُنھین نوکر بھی رکھنے لگا تھا۔ کلائیو نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اس ملک مین یا تو انگریز ہی رہینگے یا فرانسیسی دونون کا ہرگز گزارا نہین۔ ایک نیام مین دو تلوارون کا رہنا کبھی ہوتا نہین پس جب سراج الدولہ نے فرانسیسیون کا سہارا ڈھونڈھا۔ تو کلائیو کو خواہ مخواہ اُسکا علاج کرنا پڑا۔ سراج الدولہ سے سب ناخوش تھے۔ اُسکے ظلم سے لوگ تنگ آگئے تھے۔ ہر ایک کو اُسکے ہاتھ سے اپنی عزت کا خوف تھا۔ ہر ایک اپنے جی مین اُسکا زوال چاہتا تھا۔ ندان اُسکے بخشی الہوردی خان کے داماد میر جعفر اور اُسکے دیوان رلے دلبھ اور جگت سیٹھ مہتاب رلے نے اپنی جان و مال اور عزت آبرو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچانے کو مرشد آباد کے رزیڈنٹ واٹس صاحب کی معرفت کلائیو کے پاس یہ پیام بھیجا کہ اگر آپ سراج الدولہ کی جگہ پر میر جعفر کو صوبہ دار بنائیے تو ہم سب آپ کی مدد کرتے ہین۔ کلائیو نے کہلا بھیجا کہ خاطر جمع رکھو مین پانچہزار آدمی لیکر آتا ہون جنھون نے آج تک کبھی پیٹھ نہین دکھلائی اگر تم سراج الدولہ کو گرفتار نہ کرسکو ہم لوگ ضرور اُسے ملک سے نکال سکتے ہین۔ اور پھر ساتھ ہی اُن شرطون پر جو سراج الدولہ کے ساتھ ٹھہری تھین میر جعفر سے ایک عہدنامہ لکھوا لیا لیکن اُسمین اتنا

اور ٹھہرایا گیا کہ کلکتہ سے دکھن کلپی تک کمپنی کی زمینداری سمجھی جاوے
فرانسیسیون کا جو کچھ ہو وہ انگریزون کا اور فرانسیسی ہمیشہ کے لیے
نکال سے نکال دیے جاوین۔ میر جعفر کی طرف سے کرور روپیہ کمپنی کو
پچاس لاکھ کلکتہ کے انگریزون کو بیس لاکھ ہندوستانیون کو سات لاکھ
ارمنیون کو پچاس لاکھ سپاہی اور جہازیون کو اور دس لاکھ کونسل کے
ممبرون کو نقصانی کے طور پر ملین سیٹھ امین چند کا کلکتہ مین چار لاکھ
روپیہ لوٹا گیا تھا۔ اور کچھ اور بھی نقصان ہوا تھا۔ وہ سراج الدولہ کے
ذرا منھ لگ گیا تھا اور اس سبب سے واٹس صاحب کا بھی اس سے
بہت کام نکلتا تھا واٹس صاحب نے امین چند کو بھی اس مشورہ مین
شریک کیا۔ لیکن امین چند کو لالچ نے گھیرا کہا کہ جو کچھ انگریزون کو خزانہ
سے ملے پانچ روپیہ سیکڑہ مجھے دو نہین تو مین ابھی سراج الدولہ سے
یہ سارا بھید کھول دونگا واٹس نے کلائیو کو لکھا کلائیو نے دیکھا کہ
امین چند تو ہم سب کو آفت مین ڈالا چاہتا ہے ناچار دو کاغذون پر
دو طرح کا عہدنامہ لکھا لال کاغذ پر جو عہدنامہ لکھا اُسمین تو امین چند کو
پانچ روپیہ سیکڑہ دینے کا اقرار تھا اور سفید کاغذ پر جو لکھا اُسمین اُسکا
نام ہی نہ تھا۔

ان دونون کاغذون پر جب کونسل والون کے دستخط ہونے لگے

اڈمرل یعنی امیر البحر واٹسن نے لال کاغذ پر دستخط کرنے سے انکار کیا لیکن کونسل والون نے اُسکا دستخط آپ بنا لیا۔ گویا فارسی مثل سے گر ضرورت بود روا باشد+ کام کیا۔

غرضکہ کلائیو تین ہزار آدمی اور نو توپ لیکر کلکتہ سے نکلا سراج الدولہ بھی پچاس ہزار سوار پیادے اور چالیس سے اوپر توپین لیکر پلاسی تک آیا۔ چالیس پچاس فرانسیسی بھی اُسکے ساتھ تھے ۳۳ جون ہی کو اُسی جگہہ لڑائی ہوئی سراج الدولہ نے پگڑی اُتار کر میر جعفر کے پیرون پر رکھدی اور کہا کہ اب معاف کیجیے لیکن اُسنے یہی صلاح دی کہ آج لڑائی موقوف رکھیے۔ فوج پیچھے ہٹا لیجیے کل لڑینگے۔ اور رسلے الٰہ نے عرض کیا کہ حضور کا مرشد آباد ہی تشریف لیجانا بہتر ہے بس اسی مین خیر ہے۔

غرضکہ سراج الدولہ کی فوج کا ٹوٹنا اور انگریزون کا چیتون کی طرح ہرنون پر لپکنا۔ سراج الدولہ کی فوج بھاگی۔ انگریزون نے چھہ میل تک پیچھا کیا یہی پلاسی کی فتح گویا ہندوستان مین انگریزی عملداری کی نیو تھی۔

سراج الدولہ کے پیر مرشد آباد مین بھی نہ ٹکے بھروسا تو اُسے کسی کا تھا ہی نہین اور بھروسا اُسے تب ہو سکتا تھا جب اُسنے کسی کے ساتھ کچھہ بھلائی کی ہوتی۔ ایک بیگم اور ایک خوجہ ساتھہ لیکر

بھاگا لیکن راج محل کے پاس ایک فقیر نے اُسے پہچان لیا
سراج الدولہ نے کسی زمانہ مین اُسکے ناک کان کٹوائے تھے
فقیر نے تُرت وہان کے حاکم سے خبر کر دی - وہ میر جعفر کا بھائی تھا
سراج الدولہ کو باندھ کر مرشد آباد بھیجدیا میر جعفر کو کچھ کسی قدر رحم آیا
لیکن اُسکا بیٹا میرن نرا پتھر تھا -

بے اپنے باپ کی اطلاع اُسکی جان سے ڈالی - سراج الدولہ کی
عمر تب تک بیس برس کی بھی نہین ہوئی تھی -

خزانہ کی جب موجودات لی گئی ڈیڑھ کرور روپیہ شمار مین آیا
تو بھی عہد نامہ کے بموجب سب کے دینے کو کافی نہ تھا -

تب یہ ٹھہرا کہ آدھا تو چکا دیا جاوے اور آدھا تین قسطون مین
تین سال کے درمیان دیا جاوے -

کلائیو کو میر جعفر نے عہد نامہ کے سوا سولہ لاکھ روپیہ اور دیا
امین چند جی بھولے ہوئے تھے - اُنھون نے اپنے حساب سے
اپنے حصہ کا روپیہ تیس پینتیس لاکھ جوڑ رکھا تھا جب عہد نامہ پڑھا گیا
اور اُنھون نے اپنا نام نہ سُنا گھبرائے -

اور بول اُٹھے کہ صاحب وہ تو لال کاغذ پر تھا - کلائیو نے
جواب دیا کہ ٹھیک لیکن یہ سفید کاغذ پر ہے وہ لال کاغذ خالی آپ کو

سنبراغ وکھلانے کے لیے تھا آپ کو اسمین سے ایک پیسہ بھی نہین ملیگا
امین چند غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ نوکر پالکی مین ڈال کے گھر لیگئے
ڈیڑھ برس کے اندر پاگل ہو کر مر گیا

ادھر دکھن مین انگریز اور فرانسیسیون کی لڑائی نہ مٹی۔ کونٹ لالی
نے بھی جو ۱۷۵۸ء مین فرانسیسیون کی طرف سے یہان کا گورنر جنرل ہو کر
آیا تھا ڈوپلی کی طرح انگریزون کو اکھاڑنا اور فرانسیسیون کی
عملداری کو پھیلانا چاہا یہان تک کہ انگریزون سے موسلی پٹن
اسنے چھین کر دکھن کے صوبہ دار صلابت جنگ سے اسکی اور کئی
اور ضلعون کی اپنے نام سند لکھوالی ۔

اور یہ بھی اس سے اقرار لے لیا کہ وہ فرانسیسیون سے
کبھی کچھ سروکار نہ رکھے اور ۱۷۶۱ء مین سواے کلی کوٹ اور سورت کی
کوٹھیون کے اور کچھ بھی فرانسیسیون کے قبضہ مین نہ چھوڑا کہتے ہین
کہ جب انگریزون نے پڈوچیری لیا اور اسپر انگریزی نشان چڑھایا
قلعہ اور جہازون پر کی توپین سلامی سے گویا کان بہرے کرتی تھین
ہزار توپون کی سلامی کچھ ہنسی ٹھٹھا نہ تھی لالی بری طرح سے فرانس مین
قتل کیا گیا۔ اور پھر تب ہی سے فرانسیسیون نے نراس ہو کر یہان
اپنی عملداری جمانے کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہندوستان سے

دن اچھے تھے کیونکہ انگریزی عملداری مین اگر ہزار عیب ہون توبھی فرانسیسی عملداری سے کرور درجہ ہم اسکو بہتر کہینگے۔ فرانسیسیون کی جہان کہین غیر ملک مین عملداری ہوئی سوائے لوٹ قتل رعیت کی تباہی کے اور کچھ سننے مین نہین آیا اور انگریزون نے جس جگہہ قبضہ کیا دن پر دن اسکی ترقی ہوتی گئی جن لوگون نے فرانسیس کی تاریخ پڑھی ہے اور وہان والون کے سبھاؤ سے اچھے واقف ہین کبھی ہمارے اس لکھنے پر انگریزون کی خوشامد کا شبہہ نہ کرینگے سنہ ۱۷۵۹ء

سنہ ۱۷۵۹ء مین دہلی کے ولیعہد عالی گوہر نے اپنے بادشاہ عالمگیر ثانی سے ناراض ہوکر اودھ کے صوبہ دار کی بہکاوٹ سے بہار پر چڑھائی کی لیکن کلائیو میر جعفر کی مدد کو پہونچگیا۔ اسلیے ولیعہد کو بھاگنا پڑا۔

بادشاہ نے جو زمینداری کمپنی کو دی تھی اسکی مالگزاری تین لاکھ روپیہ کے قریب جگت سیٹھ کی سفارش سے جاگیر کے طور پر خطاب کے ساتھ دے کر کلائیو کو اپنے امیرون مین شمار کرلیا اور ولیعہد کی گرفتاری کے لیے شقہ بھی لکھدیا۔

سنہ ۱۷۶۰ء سنہ ۱۷۶۰ء مین کلائیو انگلستان کو گیا اور وہان اپنے بادشاہ سے بڑی عزت کے ساتھ لارڈ کا خطاب پایا۔ ایسا دولتمند ہوکر آجتک کبھی کوئی یہان سے فرنگستان کو نہین لوٹا۔

ولیعہد اپنے باپ کے مارے جانے پر جب بادشاہ ہوا شاہ عالم اپنا لقب رکھا فوج لیکر بہار پر چڑھا پٹنہ کے سامنے آپڑا۔

انگریزون نے پھر اُسے شکست دی اور پیچھا کیا۔ میرن بھی ساتھ تھا ڈیرے پر بجلی گرنے سے مرگیا۔ میر جعفر کے داماد قاسم علی خان کی نیت بگڑی اُسنے بردوان میدنی پور اور چٹگانون یہ تین ضلع اور پانچ لاکھ روپیہ کمپنی کو اور بیس لاکھ کونسل والون کو دینے کا قرار کرکے انگریزون کو اس بات پر راضی کرلیا کہ میر جعفر کو تو وہ صوبہ داری سے موقوف کرین۔ اور قاسم علی خان کو اُسکی جگہہ مسند پر بٹھائین۔

بادشاہ سے بھی چوبیس لاکھ روپیہ سال ادا کرنے کے اقرار پر سند حاصل ہوگئی قاسم علی خان کا ارادہ میر جعفر کی جان لینے کا تھا لیکن وہ کلکتہ مین جا رہا اس سے بچگیا۔ بہانہ انگریزون کے پاس میر جعفر کی موقوفی کے بہت تھے پہلے وہ قسطون کا روپیہ بالکل نہین ادا کرسکا تھا دوسرے بادشاہ سے لکھا پڑھی کرتا تھا تیسرے مرہٹے لوگون سے سازش رکھتا تھا۔ اُن دنون مین کمپنی کے نوکرون کو تجارت کی کچھ مناہی نہ تھی تنخواہ سے بڑھ کر تجارت مین فائدہ اُٹھاتے تھے۔ پان سپاری تماکو وغیرہ سب چیز کی تجارت کرتے تھے۔ جب کمپنی کیطرح کمپنی کے نوکرون نے بھی مال پر محصول دینا بند کیا بلکہ جو لوگ کمپنی کے

نوکر نہین تھے اُنکے مال کو بھی لینے نام سے بے محصول چلانے لگے
قاسم علی خان گھبرایا۔ اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ اُڑ جاتا دیکھا۔
کونسل والون کو لکھا لیکن کونسل والے بھی تو تجارت کرتے تھے اپنے
مال پر محصول دینا کسے اچھا لگتا ہے قاسم علی خان کا لکھنا کچھ بھی
خیال مین نہ لائے قاسم علی خان نے غصہ مین آکر پرمٹ بالکل
موقوف کردی یہ بات سُنکر اب کسی کے مال پر کچھ محصول نہ لیا جائیگا
انگریزون کے چھکے چھوٹ گئے کیونکہ پھر فرق کیا باقی رہا۔ جس بھاؤ
انکا مال پڑتا تھا اُسی بھاؤ اورون کا بھی پڑگیا۔ انگریزون نے
قاسم علی خان سے کہا کہ تم سوائے ہم لوگون کے اور کسی کا مال بے محصول
مت جانے دو اور جب اُسنے انکا یہ غیر واجب کہنا نہ مان کر مقابلہ پر
کمر باندھی اُنھون نے اُسکی موقوفی اور میر جعفر کی بحالی کا اشتہار دے دیا۔
میر جعفر نے انھین تیس لاکھ روپیہ نقد دینے اور بارہ ہزار سوار اور
بارہ ہزار پیادون کا خرچ چلانے کے لیے اقرار نامہ لکھدیا۔ چھبیسوین
جولائی کو انگریزی فوج مرشدآباد مین داخل ہوئی اور قاسم علیخان
وہان سے پٹنہ کی طرف بھاگا۔ رستہ مین اُسکی فوج سے اور
انگریزون سے گڑھیا اور اُدھوا نالے مین دو لڑائیان ہوئین قاسم علیخان
کی طرف سے سمرو جو سابق فرانسیسیون کے یہان سارجنٹ تھا

خوب لڑا لیکن فتح انگریزون کی رہی اس خوف سے کہ جگت سیٹھ انگریزون کا
مددگار ہے قاسم علی خان نے اسے حوالات مین اپنے ساتھ رکھا جب
مونگیر سے آگے بڑھا جگت سیٹھ مہتاب رائے اور اسکے بھائی سروپ چند
کو راستے مین اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ سامنے کھڑا کرکے تیرون سے
مارا اُنکے ساتھ ایک اُنکا نمک حلال خدمتگار چینی رہ گیا تھا بہتیرا سمجھایا
لیکن ساتھ نہ چھوڑا۔ جب قاسم علی خان تیر چلاتا۔ وہ سامنے آکر کھڑا ہو جاتا
جب وہ مر کر گر گیا ہے۔ تب دونون بھائیون کے تیر لگا ہے پٹنہ پہونچکر
اُس ظالم نے دو سو کے لگ بھگ انگریزون کو جنھین اُسنے قید
کر رکھا تھا۔ کٹوا ڈالا۔ انگریزون نے کرم ناساندی تک اُسکا پیچھا کیا
نداں وہ الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جاکر نواب وزیر شجاع الدولہ
اودھ کے صوبہ دار کو کچھ فوج کے ساتھ چڑھا لایا۔ اور پٹنہ مین انگریزون سے
لڑکر اور شکست کھاکر پھر بھاگا۔ انگریزون نے پھر پیچھا کیا بکسر مین شجاع الدولہ سے
ایک اچھی لڑائی ہوئی اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار سپاہ کی بھیڑ بھاڑ تھی
اور انگریزون کے ساتھ کُل آٹھ سو ستاون گورے اور بہتر سو بندرہ
ہندوستانی سوار اور پیادے لیکن شجاع الدولہ کو شکست کھاکر بھاگنا پڑا
اُسکے دو ہزار آدمی اس لڑائی مین کام آئے بادشاہ نے انگریزون کو
اِس فتح کی مبارکباد دی اور لکھا کہ خوب ہوا جو مین اپنے وزیر کی

قید سے چھوٹا اور پھر وہ اُس تاریخ سے انگریزون کی حمایت مین چلا آیا
انگریزی فوج الہ آباد کی طرف بڑھی، رستہ مین چنار گڈھ کا قلعہ گھیرا
زیادہ بنارس مین رہ گئی۔

۱۷۶۵ء　سنہ ۱۷۶۵ء کے شروع مین میر جعفر اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اور اُسکے بیٹے نجم الدولہ کو انگریزون نے مسند پر بٹھلایا۔ اِس سے یہ قرار ہو گیا کہ نائب صوبہ دار انگریزون کی صلاح سے مقرر ہوا کرے۔ اور بے اُنکی منظوری کے موقوف نہ کیا جاوے۔

لارڈ کلائیو

تیسری مئی کو لارڈ کلائیو گورنر اور کمانڈر انچیف ہو کر پھر کلکتہ مین پہنچا اور انتظام کی درستی کے لیے راے دلبھ اور جگت سیٹھ خوشحال چند کو محمد رضا خان نائب صوبہ دار کے شامل کیا جس روز لارڈ کلائیو کلکتہ مین پہونچا اُسی روز شجاع الدولہ کوڑے مین انگریزون سے شکست کھا کر اور سواے انگریزون پر بھروسا کرنے کے اور کچھ علاج نہ دیکھکر جنرل کارناک کے پاس چلا آیا۔

انگریزون نے اُسکی بہت خاطرداری کی اور پچاس لاکھ روپیہ لڑائی کا خرچ لیکر اور الہ آباد اور کوڑا بادشاہ کو دلوا کر صلح کر لی۔

بنارس کا راجہ بلونت سنگھ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے ملگیا تھا
بلکہ کہتے ہین کہ نواب وزیر کا جو مورچہ اسکے سپرد تھا اُسنے اُسمین انگرزی
لشکر چلا آنے دیا اور یہی نواب وزیر کی شکست کا بڑا سبب ہوا اسی لیے
انھون نے صلحنامہ مین یہ بھی لکھوالیا کہ شجاع الدولہ بلونت سنگھ کو کسی طرح
پر کچھ نہ چھیڑے۔ اور نقصان نہ پہونچاوے۔

بادشاہ سے اس وعدہ پر کہ چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ جسکا قول
و قرار میر جعفر سے ہوا تھا اب برابر پہونچا چلا جائیگا لارڈ کلائیو نے
کمپنی کے لیے بنگالہ بہار اور اڑیسہ تینون صوبون کی دیوانی کا فرمان
لکھوالیا۔ ناظم نام کو نجم الدولہ بنا رہا۔ لیکن اُس سے یہ عہد و پیمان ہوگیا
کہ سوائے پچاس لاکھ روپیہ سالانہ لینے کے اور کچھ سروکار ملک سے
نہ رکھے ملک کا کام سب انگریزون کے ہاتھ مین رہے۔ لارڈ کلائیو
لکھتا ہے کہ نجم الدولہ اس بات سے نہایت خوش ہوا اور رخصت کے
وقت کہنے لگا الحمد للہ اب تو جتنے چاہینگے محل بنائینگے۔

سنہ ۱۷۶۶ء — سنہ ۱۷۶۶ء مین نجم الدولہ مرگیا اور اُسکا بھائی سیف الدولہ
اُسکی جگہ بیٹھا۔

سنہ ۱۷۶۷ء — سنہ ۱۷۶۷ء مین لارڈ کلائیو انگلستان کو چلا گیا۔

سنہ ۱۷۶۳ء — سنہ ۱۷۶۳ء مین جب انگلستان اور فرانسیس کے درمیان

۱۷۴۹ء صلح ہوئی یہ بھی شرط ٹھہر گئی کہ ۱۷۴۹ء مین یہان جو سب فرانسیسیون کی کوٹھیان تھین اُنکے حوالہ کر دیجاوین۔ لیکن بنگالہ کی صوبہ داری کے علاقہ مین نہ وہ کچھ فوج رکھین نہ کوئی قلعہ بنواوین۔ ہندوستان مین اس گئی بلا کو پھر جگہہ دینا کچھ انگلستان والون کی دانائی کا کام نہ تھا

۱۷۶۵ء ۱۷۶۶ء ۱۷۶۵ء مین دکھن کے صوبہ دار نظام علی نے جو ۱۷۶۱ء مین اپنے بھائی صلابت جنگ کو قید کرکے مسند پر بیٹھا کرناٹک کے ملک پر چڑھائی کی لیکن محمد علی کی مدد پر انگریزی فوج کو میدان مین دیکھکر پیچھے ہٹا۔

لارڈ کلائیو نے محمد علی کو بادشاہ سے کرناٹک کی جدا سند دلوا دی اور گنتور چھوڑکر شمالی سرکار کی ویسی ہی ایک سند کمپنی کے نام لے لی۔ پر مسند راج کی گورنمنٹ نے خوف مین آکر نظام علی کو سالانہ خراج دینے کا قرار کر لیا اور یہ بھی لکھدیا کہ انگریزی فوج نظام علی کی مدد کریگی۔ اس زمانہ مین میسور کے راج پر حیدر علی کا اختیار ہوگیا تھا اسکا باپ سرے کے نواب کی چاکری مین پیادے سے فوجدار بنگیا تھا۔ اور یہ خود میسور کے دیوان نجی راج کی فوج مین رہتے رہتے اور بہادری اور جھگڑے کے کام کرتے کرتے ایسا بڑھا کہ وہان کے راجہ کے لیے تو کھانے کو پنشن مقرر کر دیا اور آپ سارے ملک کا

مالک ہوگیا۔ بدنورمین گڑا خزانہ یعنی دفینہ بھی پایا۔ چارون طرف
اپنی عملداری بڑھانے لگا۔

۱۷۶۷ء ۱۷۶۷ء مین نظام علی نے میسور پر چڑھائی کی۔ انگریزی
فوج بھی اقرار کے موافق اسکے ساتھ ہولی۔ تیسری ستمبر کو حیدر علی نے
انگریزی فوج سے لڑکر شکست کھائی حیدر علی نظام علی سے ملگیا
دونون نے انگریزون کا مقابلہ کیا۔
انکی بھیڑ بھاڑ ستر ہزار آدمیون کی تھی اور انکی طرف کل بارہ ہزار
لیکن دشمنون نے شکست کھائی اور انکی چونسٹھ توپ انگریزون کے
ہاتھ آئین ندان نظام علی نے تو کچھ دے دلاکر انگریزون سے صلح کرلی اور
حیدر علی لڑتا رہا کبھی اسکا کچھ نقصان ہوجاتا کبھی انگریزون کا کبھی انکا کوئی قلعہ انکے
۱۷۶۹ء ہاتھ چلاجاتا اور کبھی اسکا انکے ہاتھ آجاتا۔ یہان تک کہ ۱۷۶۹ء مین حیدر علی
نے بھی انگریزون سے میل کرلیا۔ انھون نے اسکی جگہین اسے
لوٹا دین اسنے انکی انھین دے دین دونون نے آپس مین
بچاو کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا قرار کیا۔

۱۷۷۰ء ۱۷۷۰ء مین سیف الدولہ کے مرنے پر اسکا بھائی
مبارک الدولہ بنگالہ کا صوبہ دار ہوا۔ نابالغ تھا کمپنی نے کہا
کہ اسکے لیے خالی سولہ لاکھ روپیہ سال دینا کافی ہے اس سے

زیادہ کچھ ضرور نہین چونتیس لاکھ کفایت مین آیا۔

سنہ ۱۷۷۳ء سنہ ۱۷۷۳ء مین انگلستان کی پارلیمنٹ والون نے دیکھا کہ کمپنی لالچ مین آکر اور اپنے نوکرون کو کم تنخواہین دے کر ملک کا انتظام بگاڑتی ہے اور قرض بھی بڑھاتی جاتی ہے ایک قانون ایسا جاری کیا کہ جس سے اڑھائی لاکھ روپیہ سال پر ایک گورنر جنرل مقرر ہوا اور اسکی کونسل مین چار ممبر اسی اسی ہزار روپیہ سالانہ کے رہین کمپنی کو گورنر جنرل کے مقرر کرنے کا اختیار ملے لیکن منظوری اسکی بادشاہ کے ہاتھ سے ہے پانچوین سال گورنر جنرل بدلا جاوے اور کلکتہ مین ایک سوپریم کورٹ قائم کیا جاوے اسکے تینون جج بادشاہ کے حضور سے مقرر ہوا کرین۔

وارن ہیسٹنگز پہلا گورنر جنرل

سنہ ۱۷۸۵ء پہلا گورنر جنرل جو یہان مقرر ہوا وارن ہیسٹنگز تھا۔ یہ سنہ ۱۷۵۰ء مین نوکر ہوکر آیا تھا اور اسوقت بنگالہ کی گورنری کے عہدہ پر تھا۔

وارن ہیسٹنگز نے جب دیکھا کہ کلائیو کی تجویز کے بموجب نواب اور کمپنی کی شراکت مین حکومت رہنے سے کبھی انتظام درست نہوگا ضلع ضلع مین انگریزی حاکم بھیجکر کلکتہ مین صدر بورڈ آف ریونیو اور صدر نظامت اور صدر دیوانی کی عدالتین مقرر کردین

اسمین شک نہین کہ ہندوستانی بھی انگریزی عہدہ دارون کے
شریک رہے لیکن نوکر سب کمپنی کے ہوگئے کلکٹری اور
دیوانی کے حاکم کا شریک ایک دیوان رہتا تھا فوجداری کے
حاکم کے ساتھ ضلع کا قاضی و مفتی اور مولوی بیٹھتا تھا۔ بورڈ آف
ریونیو مین ایک ہندوستانی راے رایان کے خطاب سے تھا۔

اب ذرا حال شاہ عالم بادشاہ کا سنو اسکے دل مین پھر
دہلی کے درمیان تخت پر بیٹھنے کی ہوس سمائی۔ انگریزون نے
کچھ مدد نہ کی۔ اسنے تکاجی ہلکر اور مہاجی سیندھیا کے پاس پیغام بھیجا
اُن مرہٹون نے سنہ ۱۷۷۱ء مین اُسے دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دیا۔ ۱۷۷۱ء
اور الہ آباد اور کوڑے کا علاقہ اس سے زبردستی اپنے نام لکھا لیا۔
انگریزون نے اس بہانہ سے کہ اب تو آپ ہمارے دشمنون سے
یعنی مرہٹون سے ملگئے الہ آباد اور کوڑا دونون ضبط کر کے
پچاس لاکھ پر شجاع الدولہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اور لارڈ کلائیو نے
جو تینون صوبون کی دیوانی کی بابت چھبیس لاکھ روپیہ سال دینے کا
قرار لکھدیا تھا وہ بالکل گویا پانی سے دھو ڈالا۔

شجاع الدولہ مدت سے فکر مین تھا کہ روہیلکھنڈ روہیلون سے
چھین لے قابو نہ پاتا تھا۔ اب ۱۷۷۴ء مین لڑائی کا خرچ اور ۱۷۷۴ء

چالیس لاکھ روپیہ نقد دینا قبول کرکے انگریزون کو اُنپر چڑھا لیگیا-
بیچارے روہیلے شکست کھا کر تین تیرہ ہوگئے صرف فیض اللہ خان
اُنکے سردارون مین بچ رہا- شجاع الدولہ نے اُسے بھی تنگ کیا
اور نہ چھوڑا لیکن پھر روہیلکھنڈ مین اُسے پندرہ لاکھ کا علاقہ
رامپور جاگیر کے طور پر دے دیا-

۱۷۷۵ء — ۱۷۷۵ء کے شروع مین شجاع الدولہ دوسری دنیا کو سدھارا
اور اُسکی مسند پر اُسکا بیٹا آصف الدولہ بیٹھا- کونسل والون کی یہ
رائے ٹھہری کہ شجاع الدولہ سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے وہ
اسی کی زندگی بھر کے لیے تھے آصف الدولہ کے ساتھ تب
بحال رہینگے جب وہ بنارس کا علاقہ کمپنی کو نذر کرے- اور
انگریزی فوج کا خرچ بڑھا کر دو لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ مہینہ
کردے- مثل مشہور ہے زبردست کا ٹھینگا سر پر آصف الدولہ کو
ناچار بنارس کا علاقہ بھی دینا پڑا اور فوج کا خرچ بھی بڑھانا پڑا-

۱۷۷۲ء — ۱۷۷۲ء مین بالاجی راو پیشوا کے مرنے پر اور
۱۷۷۳ء — پھر ۱۷۷۳ء مین اُسکے بڑے لڑکے مادھو راو پیشوا کے مرنے
اُسکا بھائی رگھوناتھ راو جسے راگھوبا بھی کہتے ہین اُسکے چھوٹے
لڑکے نارائن راو پیشوا کو مارکر آپ پیشوا بن بیٹھا تھا- پھر جب نانا

نارائن راؤ کی رانی کے لڑکا ہوا اور سیندھیا اور ہلکر اسکی تیج پر ہین
ڈرکر گجرات کی طرف بھاگ گیا۔ اور بمبئی مین انگریزون سے
مدد چاہی بمبئی والون نے سالسٹ کا ٹاپو اور اُسکے پاس
بسین کا بندر جو اُس وقت مرہٹون کے قبضے مین تھا کمپنی کے
نام لکھوا کر کچھ فوج دے دی۔

پر کلکتہ کی کونسل والون نے یہ بات منظور نہ کی۔ اور اپنا ایجنٹ
۱۷۷۶ء پونا بھیجکر پورندر کے درمیان ۱۷۷۶ء مین نارائن راؤ کے
لڑکے سے جو رگھوناتھ کے بھاگنے پر پیشوا ہو گیا تھا خالی سالسٹ کا
ٹاپو لیکر اور بسین کا دعوی چھوڑ کر صلح کر لی۔

۱۷۷۸ء ۱۷۷۸ء مین پیشوا کے منتریون مین یعنی اہلکارون مین پھوٹ
پڑی نانا پھڑنویس نے تو پیشوا کی طرف رہ کر سیندھیا سے مدد لی
اور بابو سکھارام نے رگھوناتھ کی طرف ہو کر انگریزون سے مدد مانگی
جب انگریزی فوج سے پونا کل آٹھ کوس رہ گیا کرنل ایجرٹن اور
کرنل کوبرن اسکے افسرون نے توپین تالاب مین ڈالکر فوج کو پیچھے
ہٹنے کا حکم دیا۔ اور جب دوسرے دن بڑگانوں مین پیشوا کی فوج نے
آگھیرا۔ سالسٹ پیشوا کو اور بھڑوچ سیندھیا کو دے کر کمپنی کی طرف سے
عہدنامہ لکھدیا۔ کورٹ آف ڈائرکٹرس نے دونون افسرون کو اس

قصور مین موقوف کیا۔ بمبئی کے گورنر نے اس عہدنامہ کو جو بڑگانون مین لکھا تھا بالکل نامنظور کیا اور گورنر جنرل نے بھی یہی مناسب سمجھا۔ کیونکہ اُن افسرون نے عہدنامہ لکھتے وقت یہ بھی صاف ظاہر کر دیا تھا کہ عہدنامہ لکھنے کا پورا اختیار حاصل نہین ہے۔ ندان اسی بات پر پھر لڑائی شروع ہوئی اُس انگریزی فوج نے جو جنرل گوڈارڈ کے تحت مین کلکتہ سے مدد کے لیے بھیجی گئی تھی احمدآباد مین دخل کر لیا اور سیندھیا اور ہلکر نے بھی اُس سے ایسی شکست کھائی کہ اپنا سارا ڈیرا ڈنڈا انگریزی بہادرون کے لیے چھوڑ بھاگی کچھ نہ بن آئی۔

سنہ ۱۷۸۰ع　سنہ ۱۷۸۰ع مین گوہد کے رانا کا کمپنی کے ساتھ عہدنامہ ہو گیا تھا اب سیندھیا اُسکے علاقہ کی طرف جھکا۔ تو اُسنے بھی انگریزون سے مدد چاہی کپتان پوفم نے جو کچھ تھوڑی سی سپاہ لیے جنرل گوڈارڈ کی فوج سے شامل ہونے کو جاتا تھا۔ گورنمنٹ کا حکم پا کر فورت مرہٹون کو گوہد کے علاقہ سے مار ہٹایا اور پھر انکا لہار کا قلعہ فتح کرتا ہوا گوالیار کا قلعہ جا گھیرا۔ یہ قلعہ مضبوطی مین مشہور ہے۔ کھڑے پہاڑ پر بنا ہے وہان والے سمجھے ہوئے تھے کہ اگر دس آدمی بھی قلعہ مین خالی پتھر لڑھکانے کو ہون تو حملہ کر کے دشمن کبھی اُس تک

جواب رصولیر پادری کا رانا کیا تا ہے ۲

نہ پہونچ سکیگا چاہے وہ لاکھوں فوج کیوں نہ لاوے۔ اور ابتک
سنہ ۱۸۰۳ء
سنہ ۱۸۰۳ء میں سیندھیا کے ایک ہزار سپاہی سمجھے ہوئے لڑائی کے
سب سامان سمیت اُسکے اندر موجود تھے پر ہم حیران تھے کس ڈھب
اِس پہاڑ پر چڑھیں۔

اتفاق سے ایک چور اُسے ایسا لگیا کہ جو قلعہ میں چوری
کرنے کے لیے ایک چھپی ہوئی پگڈنڈی سے اُس پہاڑ پر چڑھ جایا
کرتا تھا۔ ہم نے یہ رستہ اُس سے معلوم کرلیا۔ دوسرے دن
سورج نکلنے سے پہلے آگے آپ ہوا اور پیچھے فوج سیڑھیاں لگاکر
رسّے لٹکا کر کھونٹیاں گاڑ کر گھاس کی جڑیں پکڑ کر یہ اُسوقت نہیں
معلوم ہوتا تھا کہ آدمی ہیں یا بندر سب کے سب بات کی بات میں
اُسی راہ پہاڑوں پر پہونچ دیواروں کو پھاند قلعہ کے اندر
داخل ہوگئے مرہٹوں نے جو یکایک آنکھ ملتے ہوئے اپنے بستروں سے
اُٹھکر دشمنوں کو قلعے کے اندر موت کی طرح سر پر پایا چھکے چھوٹ گئے
اُسی دم قلعہ چھوڑ بھاگے۔

اُدھر گوڈارڈ نے بسین لیا اور بمبئی کی فوج نے کنکن میں ٹیپو کے
سپاہیوں کو بھگایا اُدھر بنگالہ کی فوج نے سرنج میں سیندھیا کے
لشکر کو ایک اور شکست دے دی لیکن دکھن میں بکھیڑا بڑھتا دیکھکر

۱۷۸۲ء اور کونسل والون کو اپنے خلاف پاکر سنہ ۱۷۸۲ء مین گورنر جنرل نے سیندھیا سے تو اس شرط پر صلح کر لی کہ سواے اُس علاقہ کے جو گوہد کے رانا کو دیا گیا تھا باقی جو کچھ جمنا پار انگریزون کے ہاتھ لگا تھا سیندھیا کو لوٹا دیا جاے۔ اور پیشوا سے اس شرط پر صلح کر لی کہ بسین سمیت جو کچھ انگریزون نے پورندر مین صلحنامہ لکھے جانے کے بعد فتح کیا سب پیشوا کو لوٹا دیا جاے۔ اور پیشوا کرناٹک مین اُن سب علاقون کو جو حیدر علی نے دبا لیے تھے اُس سے انگریزون کو دلوا دے۔ اور سواے پرتگیزون کے یعنی پرتگال والون کے اور کسی فرنگی کو اپنے ملک مین کچھ کاروبار نہ کرنے دے۔ کیونکہ انگریزون کو کھٹکا فرانسیسیون کا تھا بھڑوچ سیندھیا کے قبضہ مین رہنے دے۔ اور اگر رگھوناتھ راو سیندھیا کی عملداری مین رہے تین لاکھ روپیہ سال اُسے پیشوا کے یہان سے گزارے کو ملا کرے۔

۱۷۷۸ء سنہ ۱۷۷۸ء مین فرانسیسیون اور انگلستان کے درمیان لڑائی شروع ہو جانے کے سبب انگریزون نے یہان سے فرانسیسیون کو بالکل بیدخل کر دیا۔ بنگالہ کی فوج نے چندرنگر پر قبضہ کیا۔ مندراج کی فوج نے پٹوچیری لیکر اسکا قلعہ ڈھا ڈالا۔ اور کاریکال اور مچھلی بندر اور ماہی بھی چھین لیا۔

حیدر علی سے انگریزون کا جو صلحنامہ ہوا تھا اُسمین شرط تھی کہ بچاؤ کے لیے دونون ایک دوسرے کی مدد کرین لیکن جب مرہٹون نے ۱۷۷۲ء سنہ ۱۷۷۲ء
مین حیدر علی پر چڑھائی کی۔ تو انگریزون نے اُسے کچھ بھی مدد نہ دی۔ اس بات کی اُسکے جی مین بڑی لاگ تھی سنہ ۱۷۸۰ء مین ایک لاکھ سنہ ۱۷۸۰ء
فوج لیکر چڑھ آیا اور انگریزی عملداری مین ہر طرف لوٹ مار مچا دی۔ جو سب فرانسیسی وغیرہ فرنگی اور جگہون سے نکالے گئے تھے اکثر اُسنے اپنی فوج مین بھرتی کر لیے تھے انھین کا بڑا بھروسا تھا۔ اور توپخانہ بھی اُسکا سو توپون کا اچھا بھل تھا۔ انگریزی فوج جو مندراج کے پاس اکٹھا ہوئی کُل پانچہزار تھی پہلی ہی لڑائی مین فاش شکست کھائی جب بچے مندراج چلے آئے بڑی گھبراہٹ پڑی لیکن کلکتہ سے روپیہ اور سپاہ کی مدد بہت جلد پہونچی۔

تب تک ہندوستانی سپاہی جہاز پر نہین چڑھتے تھے۔ اسی لیے ساری راہ خشکی سے گئے اُنکے پہونچنے پر سات ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ کچھ فوج مدد کے لیے بمبئی سے بھی آ گئی۔ انگریزون کو اپنے قلعہ اور شہر بچانے کی فکر تھی اور دشمن کو اُنکے لینے کی۔ غرض خوب لڑائیان ہوئین۔ دونون طرف کے بہادرون نے اپنی اپنی بہادریان دکھلائین۔

کبھی کوئی ایک کا قلعہ یا شہر یا گانوں دوسرے کے قبضہ مین چلا جاتا کبھی وہ اُسی کو اپنے قبضہ مین لے آتا یا دوسرے کا قلعہ شہر اور گانوں جا دباتا کبھی ایک کی فوج دیکھکر یا اُسکی آمد سُنکر یا رسد چُک جانے پر دوسرے کی فوج آپ سے آپ ہٹ جاتی کبھی تھوڑی ہونے پر بھی جی کھولکر ایسی لڑتی کہ یا تو فتح پاتی یا اُسی جگہ کٹ جاتی۔

سنہ ۱۷۸۱ء سنہ ۱۷۸۱ء مین پہلی جولائی کو گڑالور کی راہ مین آٹھ ہزار انگریزی فوج نے اسّی ہزار دشمن کی فوج کو ایسی شکست دی کہ اُسکے دس ہزار آدمی کھیت رہے۔ اِنکے گھائل ملاکر بھی تین سو آدمی کام نہ آئے ستائیسوین ستمبر کی لڑائی مین حیدر علی نے اپنا توپخانہ بچانے کو جان بوجھکر اپنے پانچہزار سوار کٹوا دیے گویا کسی کھیت کی مولی تھے۔

دسمبر مین اسّی برس کے اوپر ہونچکر حیدر علی اِس دُنیا سے اُٹھ گیا اور اُسکا بیٹا ٹیپو اُسکی جگہ مسند پر بیٹھا۔ ٹیپو کے معنی اِس ملک سنہ ۱۷۸۴ء کی زبان مین شیر ہی لڑائی کچھ دن اور بھی ہوا کی۔ لیکن سنہ ۱۷۸۴ء کی گیارھوین مئی کو صلح ہو گئی جسنے جسکا جو کچھ لیا تھا اُسے واپس دے دیا۔ آگے کے لیے عہدنامہ لکھ گیا۔ اِس عرصہ مین فرانسیس

اور انگلستان کے درمیان بھی صلح ہوگئی تھی۔ کہین کچھ لڑائی باقی
نہین تھی۔

۱۷۷۵ء ۱۷۷۵ء سے یعنی جب سے آصف الدولہ نے بنارس کا
علاقہ کمپنی کو دے دیا راجہ چیت سنگھ بنارس کا راجہ سرکار کمپنی
انگریز بہادر کے تابع ہوا۔ یہ راجہ بلونت سنگھ کا بیٹا تھا۔ بیاہی ہوئی
رانی سے نہ تھا۔ انگریزون نے بائیس لاکھ روپیہ سال خراج مقرر
کر کے اس علاقہ کی بحالی کا عہدنامہ راجہ چیت سنگھ کے نام لکھدیا
۱۷۷۸ء ۱۷۷۸ء تک راجہ چیت سنگھ نے برابر وہ روپیہ ادا کیا۔

وارن ہیسٹینگز کے دل مین راجہ چیت سنگھ کی طرف سے رنج
آگیا تھا اور اسکا سبب یہ تھا کہ جن دنون مین وارن ہیسٹنگز کو
کونسل کے کئی ممبرون نے یہان سے نکالنا چاہا تھا اور آپ کل مختار
ہو گئے تھے۔ راجہ چیت سنگھ کا وکیل ان ممبرون کے پاس جایا
کرتا تھا۔ غرض ہیسٹینگز نے لڑائیان پیش ہونے کے سبب فوج خرچ
کے لیے راجہ سے پانچ لاکھ روپیہ سال طلب کیا۔ راجہ نے بہتیرا کہا
کہ بائیس لاکھ کا عہدنامہ ہو گیا ہے لیکن کمزور کی کون سنتا ہے
راجہ کو اس سال پانچ لاکھ دینا ہی پڑا۔ دوسرے سال اسکی طلبی
کے لیے سرکاری سپاہ آئی راجہ کو پانچ لاکھ روپیہ کے سوا سپاہ کا

خرچ بھی دینا پڑا تیسرے سال راجہ نے اُسکی معافی کے لیے
دو لاکھ روپیہ ہیسٹنگز کو کلکتہ مین اپنے وکیل کے ہاتھ تحفہ کے طور پر
بھیجا ہیسٹنگز نے وہ بھی رکھا پانچ لاکھ بھی لیا۔ اور لاکھ روپیہ جرمانہ کے
نام سے وصول کیا۔

سنہ ۱۷۸۱ء مین پانچ لاکھ کے سوائے پہلے تو دو ہزار لیکن پھر ایک ہی ہزار سوار طلب کیے۔ راجہ نے آدھے سوار آدھے بندوقچی پیادے طیار کیے پر جب ہیسٹنگز اسپر بھی راضی نہوا راجہ نے بیس لاکھ نذرانہ داخل کرنے کا پیغام بھیجا ہیسٹنگز نے پچاس لاکھ طلب کیا اور بنارس کی طرف تری کی راہ سے روانہ ہوا۔ راجہ نے بکسر مین پہونچکر پیرون پر پگڑی رکھدی لیکن ہیسٹنگز کا دل اُسپر بھی نہ پسیجا۔ سنہ ۱۷۸۱ء

بنارس پہونچکر شوالہ پر یعنی جہان راجہ ٹھہرا تھا دو کمپنی تلنگون کا پہرا بھیجدیا۔ راجہ نے اُسپر بھی کچھ سر نہ اُٹھایا لیکن راجہ کے نوکر اپنے مالک کا قید ہونا سُنکر شوالہ کے گرد گھر آئے اس ہجوم کی خبر پاکر ہیسٹنگز نے دو کمپنی تلنگون کی اور بھیجدین۔ راجہ کے آدمیون نے انکو اندر جانے سے روکا کپتان نے توپ سرکی بلوہ ہوگیا تلوارین چلنے لگین ایک سرکاری چوبدار چیت رام نے راجہ سے بڑی بے ادبی کی

کہنے لگا کہ یہان ایک ایک سپاہی گورنر جنرل ہے اگر تمھارا کوئی آدمی ذرا بھی چون کریگا تمھارے اور تمھاری رانیون کے پیرون مین رسّیان باندھ کر سر بازار کھینچتا ہوا لارڈ کے سامنے لیجاؤنگا راجہ نے پیر پھیلا دیا کہ لا بھائی رسّی اور باندھ دیر کیون کرتا ہے۔ راجہ کے چچیرے بھائی بابو بینا رسنگھ کے منھ سے یہ نکل گیا کہ کسکا مقدور ہے جو راجہ کے پیر مین رسّی باندھے جیت رام بولا کہ جیت سنگھ اور جیت رام کی گفتگو مین دوسرا کون مسخرہ دخل دیتا ہے۔

بینا رسنگھ ہونٹ کاٹکر چپکا ہو رہا جب باہر بلوہ ہوا جیت رام اپنی موت سے اچیت اوچھل کر راجہ سے جا لپٹا اور تلنگون کو پکارا۔ جب تلنگے تلوار لیکر راجہ کی طرف دوڑے۔ راجہ کے ساتھیون نے جھٹ پھر سے مین سے اپنے ہتھیار اٹھا لیے۔ بابو بینا رسنگھ کے بیٹے ننکو سنگھ نے ایک ہی تلوار مین جیت رام کا کام تمام کیا پھر بھی لڑائی شروع ہو گئی تلنگون کے پاس کارتوس نہ تھا سب کے سب مارے گئے اگر راجہ بینا رسنگھ کی صلاح مانتا اور اپنی سپاہ سمیت اسوقت ما دھو داس کے باغ مین جہان ہیسٹنگز کا ڈیرہ تھا اور بے فوج وہ اکیلا رہ گیا تھا جا کر اُسے اپنے قابو مین کر لیتا اور پھر منت سماجت سے پیش آتا۔ اپنی دلی مراد کو پہونچتا لیکن راجہ نے سدانند بخشی کی صلاح پسند کی اور گڑھی کی راہ

لگڑیون کے وسیلے سے اُتر کشتی پر سوار ہو گنگا پار رام نگر چلا گیا۔ اور
پھر وہان سے کچھ دن اپنے قلعون مین ٹھہر کر جب سرکار کی ہر طرف
فتح اور اپنے سپاہیون کی شکست سُنی گوالیار کو بھاگ گیا۔ ہیسٹنگز نے
بلونت سنگھ کے نواسے راجہ مہیپ نرائن سنگھ کو بنارس کے راج پر
بٹھایا۔ گویا حق حقدار کو پہونچایا لیکن بیچارے چیت سنگھ کے نکالنے سے
جیسا بچارا تھا۔ ایسا کچھ خزانہ ہاتھ نہ لگا کہتے ہین کہ راجہ چیت سنگھ کا دیوان
بابو اوسان سنگھ اپنے مالک سے بگڑ کر ہیسٹنگز سے جا ملا تھا۔ اور
اسی نے اُسکے کان بھرے تھے کہ راجہ کے پاس کرورون روپیہ کا
خزانہ ہے ذراسی دھمکی مین دے دیگا۔

۱۷۸۵ء مین ہیسٹنگز استعفا دیکر انگلستان کو چلا گیا اور مکفرسن صاحب
جو کونسل کا بڑا ممبر تھا گورنر جنرل کے عہدہ کا کام انجام دینے لگا۔ ۱۷۸۵ء (؟)

ادھر انگلستان مین ۱۷۸۴ء کے درمیان پارلامنٹ کے ۱۷۸۴ء (؟)
حکم سے ایک محکمۂ بورڈ آف کنٹرول کا مقرر ہو گیا تھا اُسمین بادشاہی
کونسل کے چھ وزیر بیٹھتے تھے۔ اور وہ کورٹ آف ڈائرکٹرس سے
بالادست تھے تجارت کے سوائے ہندوستان کے سارے
کامون پر اُنکو پورا اختیار تھا۔ اور کورٹ آف ڈائرکٹرس کو سب
کام اُنکی مرضی کے بموجب کرنا پڑتا تھا گورنر اور گورنر جنرل بھی اُنھین کی

[illegible]

منظوری سے مقرر ہوتا تھا۔ ندان بورڈ آف کنٹرول کے مقرر ہونے سے یہان کے کامون مین بڑا فرق آگیا۔ ابتک یہان والون کو نری کمپنی یعنی سوداگرون کی ایک جماعت سے کام تھا اور اب انگلستان کے بادشاہی وزیرون سے کام پڑا دشمنون کا زور گھٹا۔ اور رعیت کا بھروسا بڑھا۔

لارڈ کارنوالس

۱۷۸۶ء سنہ ۱۷۸۶ء مین لارڈ کارنوالس گورنر جنرل مقرر ہوا اور یہان آیا۔

ٹراونکوڑ کے راجہ سے انگریزون کا عہدنامہ ہوگیا تھا

۱۷۸۹ء اسی لیے جب سنہ ۱۷۸۹ء مین ٹیپو نے ناحق تکرار بڑھا کر ٹراونکوڑ پر چڑھائی کی انگریزون کو راجہ کے بچاؤ کے لیے ٹیپو پر چڑھائی کرنی پڑی۔

لارڈ کارنوالس حیدرآباد کے نواب نظام الملک اور پیشوا سے آپس کی مدد کا قول و قرار لیکر خود مسند راج گیا اور ٹیپو کے ملک میسور پر چڑھائی کردی بمبئی سے بھی کچھ انگریزی فوج آئی تھی ضلع ضلع گھاٹی گھاٹی اور قلعے قلعے لڑائی ہونے لگی جب ٹیپو کے کئی مضبوطی مین مشہور پہاڑی قلعے سرکار کے قبضے مین آگئے۔

۱۷۹۲ء اور سرکاری فوج لڑتی بھڑتی فتح کے نشان اُڑاتی ۱۷۹۲ء مین
ٹیپو کی دارالحکومت سرینگ پٹن کے اندر جا پہونچی اور قریب تھا
کہ قلعے پر جسمین ٹیپو گھسا ہوا تھا حملہ کرے۔

ٹیپو نے اپنے دونون لڑکون کو دل مین لارڈ کارنوالس کے
پاس بھیجدیا۔ اور تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ لڑائی کا خرچ اور آدھا
ملک انگریز اور نواب مرہٹون کو دیکر آپس مین سب کے ساتھ صلح
رکھنے کا عہدنامہ لکھدیا۔ اُس آدھے ملک سے جو ٹیپو نے دیا
انگریزون کے حصے مین ملیبار کورگ ڈنڈیگل اور بارہ محال آیا۔

۱۷۹۳ء ۱۷۹۳ء مین انگریزون کی فرانسیسیون سے پھر لڑائی چھڑ
جانے کے سبب سے پانڈیچیری وغیرہ اُنکے علاقون مین سرکار نے
اپنا قبضہ کرلیا۔ لارڈ کارنوالس انگلستان کو سدھارا۔

بنگالہ اور بنارس مین زمیندارون کے ساتھ استمراری
بندوبست اُسی نے کیا۔ جب تک رہیگا اُسکا نام اس دیس مین
نیکی کے ساتھ بنا رہیگا۔

لارڈ کارنوالس کی جگہ سر جان شور جو کونسل کا اول ممبر تھا
۱۷۹۵ء گورنر جنرل ہوا ۱۷۹۵ء مین کرناٹک کا نواب محمد علی مرگیا۔ اُسکا
بڑا بیٹا عمدۃ الامرا اُسکی جگہ پر بیٹھا۔

۱۷۹۷ء ۱۷۹۷ء مین نواب وزیر آصف الدولہ مرگیا۔ وزیر علی اُسکی جگہ پر بیٹھا لیکن پیچھے سے سرکار کو معلوم ہوا کہ وہ اُسکا اصلی لڑکا نہین ہے تب وزیر علی کو مسند سے اُٹھا کر آصف الدولہ کے بھائی سعادت علی خان کو مسند پہ بٹھایا سعادت علی خان نے انگریزون کو اودھ مین دس ہزار فوج رکھنے کے لیے چھہتر لاکھ روپیہ سال خرچ دینے کا عہدنامہ لکھدیا اور الہ آباد کا قلعہ بھی اُنکے حوالہ کیا۔

ارل آف مارنگٹن یعنی مارکوئیس آف ویلزلی

۱۷۹۸ء ۱۷۹۸ء سر جان شور نے انگلستان جا کر لارڈ ٹین موتھ کا خطاب پایا۔ اور یہان اُسکی جگہ پر ارل آف مارنگٹن جو پھر پیچھے سے خطاب پاکر مارکوئیس آف ویلزلی کہلایا گورنر جنرل ہو کر آیا۔ اگرچہ ٹیپو نے مشکل کے وقت انگریزون سے صلح کرلی تھی۔ پر لاک کی آگ سے اُسکی چھاتی پر ابھی جلتی رہی۔

مارنگٹن کو ثابت ہوگیا کہ وہ فرانسیسیون سے خط کتابت کرتا ہے اور اُنکے ملک سے مدد منگانے کی فکر کرتا ہے۔ یہ بڑا زبردست گورنر جنرل تھا جھٹ پٹ مندراج مین فوج جمع ہونے کا حکم دے دیا۔ اور ٹیپو کو لکھ بھیجا کہ یا تو ملیبار کی طرف سمندر کنارہ کے سب علاقے دے کر اور فوج جمع ہونے مین جو خرچ پڑے اُسے

چکا کر آگے کو عہد نامہ لکھدو کہ فرانسیسیون سے کبھی کسی طرح کا کچھ
سروکار نہ رکھو گے جو فرانسیسی تمھاری عملداری مین ہون تُرت
نکال باہر کرو اور سرکاری رزیڈنٹ کو اپنے یہان رہنے کی جگہ دو۔
نہین تو سرکار کو اپنا دشمن جانو۔ جب ٹیپو نے اُسکا کچھ جواب نہ دیا
مندراج اور بمبئی دونون طرف سے انگریزی فوج نے اُسکے ملک پر
چڑھائی کی حیدرآباد کے نواب کی فوج بھی انگریزون کے ساتھ تھی
پیشوا سیندھیا کی بہکاوٹ سے الگ رہا۔ سرنگا پٹن سے بیس کوس
اِدھر انگریزون کی ٹیپو سے لڑائی ہوئی ٹیپو شکست کھا کر پیچھے ہٹا۔ اور
یہ سوچکر کہ انگریزی فوج اُسی راہ سے آویگی جس سے پہلے آئی تھی
بالکل گھاس اور چارا جو انھین تھا ناس کروا دیا۔ لیکن جب سُنا کہ
انگریزون نے دوسری راہ لی دِلکا جی بالکل ٹوٹ گیا۔ اور اپنے
سپاہیون سے صاف کہا کہ اب میرے دن آن پہونچے۔ اُنھون نے
یہی جواب دیا کہ آپ کے ساتھ ہم بھی کٹ مرینگے۔ ندان۔ انگریزون نے
جاکر سرنگا پٹن گھیر لیا۔ نواب اور پیشوا کی فوج تو تماشا دیکھتی تھی لیکن
گورنر جنرل سپاہیون کا کام کرتا تھا۔ چوتھی مئی کو قلعہ پر حملہ ہوا۔ اور
انگریزی نشان پھرایا۔ ٹیپو کی لاش ہاتھ لگی لڑکے اُسکے حاضر ہوگئے۔
نو سو انتیس توپ ایک لاکھ بندوق سازو سامان بیشمار اور اگرچہ

ایک لاکھ کے قریب نقد اور جواہر انگریزون کے ہاتھ لگا۔ قاعدہ کے
بموجب ٹیپو کا سارا ملک سرکار اور نواب کے درمیان بٹ جانا
چاہیے تھا۔ لیکن گورنر جنرل نے مناسب نہ سمجھا کہ نواب کی عملداری زیادہ
بڑھائی جاوے اسی لیے کچھ تو آپس مین بانٹ لیا۔ اور باقی میسور کے
پُرانے راجہ کے وارثون مین سے جسے حیدر علی نے وہان سے
بیدخل کر دیا تھا چُنکر اُسکے حوالہ کیا۔ اور شرط یہ کر لی کہ حفاظت کے لیے
فوج اُنھین سرکاری رہیگی خرچ سات لاکھ سال ذمہ راجہ کے۔ اور
جب ضرورت پڑے تو انتظام بھی ملک کا سرکار اپنے طور پر کرے۔
تنجور کا راجہ تلجاجی لاولد ہونے کے سبب ایک دس برس کے
لڑکے سرو دجی کو گود لیکر مر گیا تھا اُسکے بھائی امر سنگھ نے گدی کا دعویٰ
کیا۔ سنہ ۱۸۰۰ء مین سرکار نے بہت تحقیقات کے بعد گدی سرو دجی کو دی سنہ ۱۸۰۰ء
لیکن ملک کی آمدنی سے اُسکے لیے ایک اچھا سا پنشن مقرر کر کے
دیوانی فوجداری کا اختیار آپ لے لیا۔ سورت کے نواب کے
مرنے کے بعد یہی حال وہان کا بھی ہوا اور کرناٹک کے نواب
عمدۃ الامرا کے مرنے پر جب اُسکے بیٹے علی حسین نے ان شرطون
سے انکار کیا۔ تو اُسکے چچیرے بھائی عظیم الدولہ کو انھین شرطون پر
نواب بنا دیا۔ سنہ ۱۸۰۱ء

وزیر علی اودھ سے نکالکر بنارس مین رکھا گیا تھا۔ جب معلوم ہوا
کہ کابل کے بادشاہ زمان شاہ سے خط کتابت رکھتا ہے اور فساد اُٹھایا
چاہتا ہے تو اُسے کلکتہ جانے کا حکم ملا۔ وہ اس بات سے جلکر ایک دن
صبح کو چیری صاحب ایجنٹ کے یہان جب چاے پینے کو گیا۔
باتون ہی باتون مین انھین کاٹ ڈالا۔ کپتان کانوے صاحب
اور گریم صاحب کو بھی قتل کیا۔ پھر وہان سے جھپٹ کر ڈیوس صاحب
جج کی کوٹھی[سلہ] پر پہونچا۔ یہ کوٹھی دو منزلی ہے۔ صاحب ایک برچھا لیکر
اس جوانمردی سے سیڑھی پر آکھڑے ہوے کہ کوئی قدم نہ بڑھا سکا۔ اسی
عرصے مین فوج آگئی ڈیوس صاحب بچ گئے۔ وزیر علی بھاگا جیپور چلا گیا
وہان کے راجہ نے اُسے پکڑکر انگریزون کے حوالہ کر دیا لیکن اتنا
اقرار کرلیا۔ کہ نہ وہ مارا جاوے نہ اُسکے پانوٴن مین بیڑی ڈالی جاوے
انگریزون نے اُسے کلکتہ لیجاکر قلعہ مین ایسی ایک کوٹھری کے اندر قید کیا
کہ اُسکو پنجرا ہی کہنا چاہیے۔

سعادت علی خان فوج خرچ نہ ادا کرسکا اسی لیے سرکار نے
فوج خرچ کے بدلے دوآبہ کا ملک اور روہیلکھنڈ اُس سے لے لیا
نیا عہد نامہ لکھ گیا۔ کہ نواب رزیڈنٹ کی صلاح کے مطابق اپنے
ملک کا انتظام درست کرے۔ اور اس انتظام سے فرخ آباد کا

سلہ یہ وہی کوٹھی ہے جواب مہاراجہ ... کی ... وزیر بخش بہادر کی ہے اور منشی ... کہلاتی ہے ۱۲ سلہ ۱۸۵۲ء مین ہمنے دیکھی تھی لیکن اب کچھ دن ہوے ... عمارت ... سبب ... قلعہ مین ... ۱۲

نواب بھی سرکاری پنشن دار بنگیا۔ ٹیپو پر فتح پانے کے انعام مین گورنر جنرل کو
سنہ ۱۸۰۲ء مارکوئیس کا خطاب ملا۔ اسی عرصہ مین فرانسیسیون کے حملہ سے مصر کو
بچانے کے لیے گورون کے ساتھ کچھ ہندوستانی فوج بھی یہان سے
جہازون پر بھیجی گئی اور بڑا نام پیدا کر آئی۔

پیشوا ابتک گورنر جنرل کے کہنے سے باہر رہا تھا لیکن جب جسونت راؤ ہلکر
نے بڑی دھوم دھام سے اُسپر چڑھائی کی تو اُسنے گھبرا کر گورنر جنرل کے
کہنے بموجب اِس بات کا عہدنامہ لکھدیا کہ کسی قدر (چھ ہزار) سرکاری فوج
اُسکے ملک مین رہا کرے۔ اور اُسکا خرچ اُنھی کے ملک سے لیا جاوے
اِدھر تو یہ عہدنامہ لکھا گیا۔ اُدھر پونا کے باہر ہلکر سے شکست کھا پیشوا کو سمندر
کیطرف بھاگنا پڑا۔ انگریزون نے اُسے اپنے جہاز مین پناہ دی اور پھر بہت سی
فوج اکٹھا کرکے پونا مین پہونچایا۔ ہلکر نے سرکاری سپاہ کا مقابلہ نہ کیا
سنہ ۱۸۰۳ء اپنے ملک کو چلا آیا۔ گورنر جنرل نے بہتیرا چاہا کہ پیشوا کی طرح سیندھیا
اور برار یعنی ناگپور کے راجہ سے بھی عہدنامے ہوجاوین لیکن جب
دیکھا کہ یہ لوگ سیدھی طرح سے نہ مانینگے تو اپنے بھائی جنرل ویلزلی کو
جو پھر پیچھے سے ایسا نامی انگلستان کمانڈرانچیف ڈیوک آف ولنگٹن ہوا
دکن سے اور لارڈ لیک کمانڈرانچیف کو اُتر سے اِن دونون کے ملک پر
چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ دکن مین احمدنگر سرکاری فوج کے ہاتھ آجانے سے

گوداوری پار سیندھیا کا بالکل عمل جاتا رہا- اور اُسی مہینے مین بھڑونچ بھی سرکار کے قبضہ مین آگیا- اور ہنر لارڈ لیک نے قنوج سے کوچ کر کے علیگڈھ مین سیندھیا کی فوج کو جو پیرن صاحب فرانسیسی کے تحت مین تھی شکست دیکر دہلی کی طرف قدم بڑھایا- پیرن سیندھیا کی نوکری چھوڑ کر انگریزون کی حمایت مین چلا آیا- دہلی مین بھی سیندھیا کی فوج ایک فرانسیسی کے تحت مین لڑی اور تین ہزار آدمی کام آنے کے بعد کھیت چھوڑ بھاگی- یہان لارڈ لیک نے نام کے بادشاہ اندھے شاہ عالم سے ملاقات کی وہ ایک پھٹے پرانے چھوٹے سے شامیانے کے نیچے بیٹھا تھا لارڈ لیک کو بہت لمبا چوڑا خطاب عنایت کیا اور اس بیچارے کے پاس دینے کو باقی کیا رہا تھا-

ندان کرنل اکٹرلونی صاحب کو جنھین اکثر یہان والے لونی اختر بھی کہتے ہین کچھ سپاہیون کے ساتھ دہلی مین چھوڑ کر لارڈ لیک نے آگرہ مرہٹون سے جالیا اور پھر لسواڑی مین پہونچکر مرہٹون کی فوج کو ایسی بھاری شکست دی کہ سات ہزار مارے گئے اور دو ہزار قید مین آئے گویا سیندھیا کی کمر توڑ ڈالی-

اُدھر دکن مین سرکاری فوج نے احمد نگر لینے کے بعد آسائی کی لڑائی مین مرہٹون کو بڑی بھاری شکست دیکر برہانپور اور اسیر گڈھ کا مشہور قلعہ لے لیا- اور پھر ارگانون کی لڑائی جیت کر اور گاولگڈھ کا

لارڈ لیک [illegible]
مرہٹون [illegible]
ستمبر ۱۸۰۳

مضبوط قلعہ قبضہ مین لاکر ناگپور کے راجہ کی بالی کو بچا دیا۔ نادان ناگپور کے
راجہ نے کٹک کا علاقہ دیکر سرکار سے صلح کرلی اور ساتھ ہی سیندھیا نے بھی
احمدنگر اور بھڑوچ سے دست بردار ہوکر عہدنامہ لکھدیا کہ پھر کبھی کسی
فرانسیسی کو نوکر نہ رکھے پیشوا کو بندیلکھنڈ پر دعوے تھا اسلیے سرکار نے
وہ علاقے جو دکن اور گجرات مین اس سے پائے تھے بندیلکھنڈ کے
بدل اُسے لوٹا دیے۔

سنہ ۱۸۰۴ء اب خالی ایک جسونت راؤ ہلکر اندور کا راجہ باقی رہ گیا۔ کہ جس نے
سرکار کے سامنے سر نہین جھکایا۔ وہ اکثر سرکاری علاقون کو لوٹا کیا۔ اور
کوئی بھی اپنی طرف سے نہین بھیجا۔ اسلیے اُسپر چڑھائی ہوئی۔ پہلے کچھ
تھوڑے سے سپاہی کرنل مانسن صاحب کے تحت مین اُسکے مقابلہ کو
گئے اور ٹونک کا قلعہ دروازہ اُترا کر فتح کر لیا۔ لیکن مکندرے کے گھاٹے
مین یہ سرکاری فوج کا ٹکڑا دھوکے مین آکر بے طرح ہلکر کی فوج سے گھر گیا
اور بڑی بڑی مشکلون سے وہان سے نکلکر لڑتا بھڑتا گرمی اور برسات کے
سبب سیکڑون تکلیفین اُٹھاتا اور نقصان سہتا تین تیرہ ہوکر آگرہ پہونچا۔
ہلکر خوب پھولا۔ اب اُسکی شیخی کا کیا ٹھکانا تھا۔ سمجھا کہ جو ہون مین ہی ہون۔
بیس ہزار سپاہ اور ایک سو تیس توپون سے دہلی کا شہر جا گھیرا وہان
سرکاری فوج کل آٹھ سو تھی اور توپ گیارہ پر دہلی کے رزیڈنٹ اکٹرلونی

اُسی مٹھی بھر فوج سے خوب مرہٹون کے دانت کھٹے کیے نو دن
سر ٹیک کر آخر چل دیے۔

ہلکر کی بہادری بھاگنے مین تھی نام ہی انکا مرہٹا ہے۔ یعنی مارنا اور
ہٹ جانا کسی نے ہلکر سے پوچھا تھا کہ آپ کا راج کہان ہے جسکے
چھیننے کا ہم ارادہ کرین اُسنے جواب دیا کہ اُتنی ہی زمین جسپر میرے
گھوڑے کا سایہ پڑتا ہے۔ اگر مقدور ہو۔ آؤ چھین لو۔ ندان لیک تو
اس آرزو مین تھا کہ کسی طرح اِس سے دوچار ہو تو پھر تماشا دکھلاوے
اور وہ اُسکے نام سے ہوا ہوتا تھا یہان والے اکثر اپنی بیوقوفی سے
اس بھگوڑے لٹیرے کو بیر سمجھکر جیتے جی منت کی ڈھینڈیان چڑھانے
لگے تھے۔ ایک دن لیک نے چوبیس گھنٹے مین تیس کوس کا دھاوا مارکر
فرخ آباد کے پاس اُسے جا دبایا۔ اور اُس لڑائی مین کم سے کم تین ہزار
آدمی اُسکے مارے گئے لیکن وہ ہاتھ نہ لگا ڈیگ کی طرف بھاگ گیا۔
ڈیگ بھرتپور کی عملداری مین ہے بھرتپور کے جاٹ راجہ سورج مل
کے بیٹے رنجیت سنگھ نے ہلکر کو پناہ دی۔ اِس قصور کی اُسے بھی سزا
دیجانی مناسب سمجھی گئی۔ ڈیگ کا قلعہ لیک نے فتح کرلیا۔ اور جو کچھ
اُسمین تھا اپنی فوج کو بانٹ دیا تیسری جنوری کو لیک نے بھرتپور گھیرا سنہ ۱۸۰۵ء
توپون کو حملہ کیا۔ لیکن جب خندق کے کنارے پہونچے۔ تو معلوم ہوا

کہ پانی چھاتی بھر گہرا ہے۔ آدمی بہت کام آئے اکیسوین کو دوسری طرف سے حملہ کیا لیکن وہان خندق اتنی چوڑی تھی کہ پل جو بنا لائے تھے چھوٹا پڑا۔ اور جب سیڑھی جوڑکر بڑھانا چاہا پانی مین گر پڑا۔ اسمین بہت آدمی کام آئے۔ بائیسوین کو تیسری طرف سے حملہ کیا ہندوستانی سپاہی خندق پار ہوکر دیوار پر چڑھ گئے لیکن گورون نے اسوقت ساتھ دینے سے انکار کیا اسلیے اُنھین بھی لوٹ آنا پڑا۔ آٹھ سو چورانوے آدمی کھیت رہے دوسرے دن لیک نے اُن گورون کو جنھون نے عدول حکمی کی تھی بہت شرمندہ کیا اُنھون نے غیرت مین آکر بڑے زور شور سے چوتھا حملہ کیا لیکن اِس عرصے مین قلعہ والون نے برج اور دیوار کی مرمت کرلی تھی۔ راہ نہ ملی۔ ہزار سے اوپر آدمی مارے گئے۔ ندان اِن چار حملون مین تین ہزار سے اوپر سرکاری فوج کا نقصان ہوا لوگ تھکے ماندے اور بیدل ہو گئے۔ گولہ باروت بھی باقی نہ رہا۔ رسد کا سامان خرچ مین آگیا۔ ناچار لیک کو فوج ہٹانی پڑی۔ یہ اِس ملک مین ایک ہی قلعہ ہے کہ جسکے سامنے سے کسی سبب سے بھی کبھی سرکاری فوج ہٹی۔ ہمنے بھرتپور والون کی زبانی سُنا ہے کہ لڑائی کے وقت یہ راجہ رنجیت سنگھ دوہرا اوڑھے اور ہاتھ مین لٹھ لیے قلعہ کی دیوارون پر گھومتا تھا اور گولہ انداز اور سپاہیون سے

یہی کہتا رہا کہ بھائی قلعہ ہمارا رہی ہے" اور جب وہ کہتے کہ آپ یہاں سے ہٹ جائیں گولے اولے کی طرح برس رہے ہیں۔ تو جواب دیتا کہ "بھیا جاسکے نام کی چٹھی بھگوان کے گھر سے وہیں بندھی آوت ہے اہی کو گولہ لگت ہے" اور جب سُنا کہ لیک نے فوج ہٹالی بڑی دور اندیشی کی اپنے سب سرداروں کو جمع کرکے کہا کہ "بھائیو ہم سب کی طاقت نہ تھی کہ انگریزوں کو ہٹا سکیں یہ بڑی مالک کی مہربانی ہے کہ میری بات رہ گئی۔ پر اب مناسب یہ ہے کہ ہلکر سے کہدو کہ کسی طرف کی راہ لے میرا اُوتا نہیں کہ انگریزوں کے دشمن کو پناہ دوں اور اپنے لڑکے کنور رندھیر سنگھ کو قلعہ کی کنجی دے کر لیک کے پاس بھیجدیا لیک نے بھرتپور والوں کی بڑی خاطرداری کی راجہ نے بیس لاکھ روپیہ لڑائی کا خرچ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ لیک نے صلحنامہ پر دستخط کر دیا۔

لارڈ ولزلی کے اس بھاری منصوبے کی قدر کہ ہندوستانی فسادی رئیسوں کو زیر کرکے یکبارگی جھگڑے فساد کی جڑ مٹادے اور سارے ملک میں امن وچین جاوے۔ انگلستان میں نہوئی کمپنی کے شریک آخر سوداگر تھے لڑائی کے خرچ سے گھبرا گئے۔ اس بڑے نامی گورنر جنرل کا استعفا منظور کرلیا۔ اور لارڈ کارنوالس کو

جو ۱۷۹۳ء مین اس عہدے سے استعفا دے کر گیا تھا پھر گورنر جنرل ۱۷۹۳ء
مقرر کر کے کلکتہ کو روانہ کیا۔ لارڈ کارنوالس کی راے مارکوئیس ویلزلی
سے بالکل برخلاف تھی۔ بلکہ ہم تو یہی کہینگے کہ اُس ملک پیدا کرنے والے
کی راے سے بھی برخلاف تھی کیونکہ مارکوئیس ویلزلی تو یہان کے
فسادی رئیسون کو زیر کر کے انگلنڈ راج اپنی سرکار کا جمانا چاہتا تھا
اور لارڈ کارنوالس اُنھین بچاتا بلکہ اکثر علاقے جو سرکاری تحت مین
آگئے تھے اُنکو بھی لوٹا دیتا۔ کون جانے یہی سبب تھا کہ تیسوین جولائی کو
تو وہ کلکتہ مین پہونچا۔ اور ۵۔ اکتوبر کو غازیپور مین اس
دنیا سے چل بسا مقبرہ اُسکا وہان دیکھنے کے لائق ہے۔ سر جارج بارلو
جو اُسوقت کونسل کے اول ممبر تھے گورنر جنرل کے عہدہ کا کام
انجام دینے لگے اور وہی پیچھے اُس عہدہ پر بورڈ آف کنٹرل کی
منظوری سے مقرر ہوے۔

سندھیا سے فوراً صلح ہوگئی اور ہلکر سے پنجاب مین بیاسا کے
کنارے جہان وہ سکھون سے مدد لینے کو گیا تھا عہدنامہ لکھوالیا
جیپور اور بوندی پر سے کہ وہان کے راجہ سرکار کے وفادار
دوست تھے حفاظت کا ہاتھ بالکل کھینچ لیا۔ اور مرہٹون کا گویا
انھین شکار بنا دیا۔ جیپور کے وکیل نے خوب کہا تھا کہ سرکار نے

اپنا ایمان اپنی ضرورت کے تابع کر لیا۔

سنہ ۱۸۰۶ء اسی عرصے مین کہین مندراج کے کمانڈر انچیف نے کوئی حکم اِس ڈھب کا جاری کر دیا تھا کہ پلٹن کے سپاہی پریٹ پر کان مین بالی پہنکر یا ماتھے مین تلک لگا کر نہ جایا کرین۔ اور پوشاک بھی کچھ نئی قسم کی پہنین۔ سپاہیون نے یہ جھوٹا شبہہ کر کے کہ سرکار کو ہمارے دھرم مین دخل دینا منظور ہے بلور کے قلعہ مین جہان ٹیپو کا گھربار نظربند رکھا گیا تھا انگریزی افسر اور گورون پر یکایک حملہ کر دیا۔ لیکن جب کرنل جلیسپی ارکاٹ سے ہندوستانی اور انگریزی رسالون کے سوار اور توپین لیکر بلور مین پہونچا سپاہی کوئی چار سو تو مارے گئے۔ باقی کچھ قید ہوئے اور کچھ معاف کر دیے گئے۔

دونون پلٹنون کا نام جنکے سپاہیون نے یہ بلوہ کیا تھا فوج کی فہرست سے کٹ گیا بعضے ایسا بھی گمان کرتے ہین کہ اسمین ٹیپو سلطان کے گھر والون کی سازش تھی پر ثبوت نہین ملا۔ جو ہو ٹیپو کے گھر والے نظر بند رہنے کو کلکتہ بھیجے گئے اور انکی پنشن گھٹائی گئی مندراج کے گورنر لارڈ ولیم بینٹنگ جسے یہان والے لارڈ ٹبنٹنگ کہتے ہین اور کمانڈر انچیف کی بدنامی ہوئی دونون ولایت[۱] چلے گئے۔

[۱] ولایت سے اس کتاب مین سب جگہ انگلستان کی ولایت سمجھنا چاہیئے ۱۲

لارڈ منٹو گورنر جنرل

۱۸۰۷ء آخر جولائی ۱۸۰۷ء مین لارڈ منٹو گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا
اور سر جارج بارلو لارڈ بینٹنک کے عہدہ پر مدراس چلا گیا
۱۸۱۲ء لارڈ منٹو کو پانچ برس تک کچھ فوج بندیلکھنڈ مین رکھنی پڑی ۱۸۱۲ء
مین کالنجر کا قلعہ ہاتھ لگا۔ اور وہان کا بکھیڑا طے ہوا۔

سرکار کو فرانسیس کے مشہور شاہنشاہ نپولین بونا پارٹ
کی طرف سے ہندوستان پر حملہ ہونے کا کھٹکا تھا۔ اور ان
دنون مین اُسکا ایک وکیل بھی بڑی دھوم دھام سے ایران
کے بادشاہ کے پاس آیا تھا اسلیے لارڈ منٹو نے بیچ کے ملک والے
یعنی پنجاب افغانستان اور ایران کے مالکون سے قول وقرار
کرلینا مناسب سمجھا۔

پنجاب مین رنجیت سنگھ سکھون کا راجہ بن بیٹھا تھا اور ہر طرف سے
۱۸۰۸ء ملک دباتا چلا جاتا تھا۔ یہانتک کہ ستلج اس پار اپنی فوجین اُتار لایا
اور جمنا کو اپنے راج کی سرحد بنانا چاہا۔ جب لارڈ منٹو کی طرف سے
چارلس مٹکاف اُسکے پاس پہونچا۔ وہ اُسکے سمجھانے کو پہلے تو کچھ
خیال مین نہ لایا۔ لیکن اکٹرلونی کا فوج سمیت لودھیانہ مین پہونچنا سنکر

اسطرف سے بالکل نراس ہوگیا۔ اور ستلج کو سرحد مانکر پچیسوین اپریل ۱۸۰۹ء ۱۸۰۹ء
مین دوستی کے عہدنامہ پر دستخط کردیا۔

افغانستان کے تخت پر احمد شاہ درانی کا پوتا شجاع الملک تھا۔ اُسکے پاس لارڈ منٹو کی طرف سے مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن پہونچا۔ شجاع الملک نے بڑی خاطرداری کی لیکن دوستی کے لیے سرکار سے مدد کے طور پر کچھ روپیہ مانگا وہ لارڈ منٹو نے منظور نہین کیا۔ ایران مین انگلستان کے خود بادشاہ کی طرف سے وکیل آیا اور یہان سے بھی سرجان مالکم بھیجا گیا۔

مندراج کی فوج مین سپاہیون کے ڈیرون کے خرچ کا افسرون کو ٹھیکہ کے طور پر کچھ مقرر چلا آتا تھا۔ سر جارج بارلو نے اس طریقہ کو موقوف کرنا چاہا۔ اسمین اور کئی اور بھی باتون مین فوجی اور ملکی صاحبون کے دلون کے درمیان فرق آگیا۔ گورنر کو بادشاہی فوج اور ہندوستانی سپاہیون پر بھروسا تھا۔ حکم دیا کہ کمپنی کی پلٹنون مین جنکی طرف سے کھٹکا پیدا ہوا تھا گورے اور سپاہی اپنے افسرون سے جدا کردیے جائین۔ اسپر سرنگ پٹن مین افسرون نے بلوہ کیا بادشاہی فوج کو قلعہ سے باہر نکال دیا۔ اور سپاہی چھاونی پر گولہ چلانا شروع کیا۔ جینیل درگس کی سرکاری فوج بھی اُنکے شامل ہونے کو آتی تھی لیکن

بادشاہی ڈراگون کے رسالے نے راستہ ہی مین تتر بتر کر دی۔

حیدرآباد مین بھی سرکاری فوج سرکشی پر مستعد ہوئی تھی اور جلنا اور مسولی پٹن کی فوج کو شامل ہونے کے لیے چٹھی بھیجی تھی لیکن پھر کچھ سمجھ گئی قصور معاف چاہا۔ لارڈ منٹو اُسوقت مندراج مین تھا۔

سنہ ۱۸۱۳ء بیس افسرون کو موقوف کیا باقی کا قصور معاف کر دیا سنہ ۱۸۱۳ء مین سرکار کمپنی کو پارلامنٹ سے اِس ملک کی نئی سند ملی۔ اور اُسکی شرطون کے بموجب انگلستان کے تمام سوداگرون کو اِس ملک مین تجارت کرنے کی اجازت حاصل ہو گئی۔

اُسی سال کے آخر مین لارڈ منٹو اپنے کام سے مستعفی ہوا۔ اور ارل آف مائرا گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا۔

ارل آف مائرا

نیپال والے بہت دنون سے اپنا راج بڑھاتے چلے آتے تھے یہان تک کہ انگریزی عملداری پر ہاتھ پھیلانے لگے۔ جب سمجھانے بجھانے سے کچھ کام نہین نکلا سرکار نے لڑائی کی طیاری کی راجہ

سنہ ۱۸۱۴ء بالک تھا راج کا کام کاجی بھیم سین کرتا تھا۔ فوج جنگی بارہ ہی ہزار تھی پر اُسکی مضبوطی اور بہادری پر پورا اعتبار تھا۔ پینتیس سو آدمی جنرل جلسپی کے ساتھ سہارنپور سے دہرہ دون گئے اور وہان سے ڈھائی کوس کے

تفاوت پر نیپالیون کے کلنگا نام قلعہ پر حملہ کیا قلعہ مین کُل چھ سو
نیپالی تھے لیکن جنرل جلیسپی مارا گیا۔ اور سرکاری فوج کو پیچھے ہٹنا پڑا
بس پچیس دن مین جب دہلی سے بھاری توپین آن پہونچین تین
دن کے گولے برسنے مین قلعہ کے اندر کُل ستر آدمی جیتے باقی رہ گئے
سرکاری فوج کے ہاتھ وہ بھی نہین لگے قلعہ دار کے ساتھ کسی طرف کو
نکل گئے انکی اس جوانمردی سے نیپالیون کا دل بہت بڑھا
اور سرکاری فوج کو نقصان اُٹھانا پڑا۔ کلنگا سے سرکاری فوج
پچھم سرمور کی دار الحکومت ناہن کے پاس جیتک کا قلعہ لینے کو
گئی لیکن وہان اسکی کوشش بیفائدہ ہوئی قلعہ پر جھنڈا نیپالیون کا
پھرہرا تا رہا۔

پینتالیس سو آدمی جنرل اوڈ کے ساتھ گورکھپور کی سرحد سے
پالپا کا قلعہ لینے کو روانہ ہوے۔ لیکن راستہ جنگل جھاڑی اور ترائی مین
ایسا خراب پایا کہ جب بیمار پڑنے لگے بٹول سے لوٹ کر گورکھپور کی
چھاونی مین چلے آئے۔ آٹھ ہزار آدمی جنرل مارلو کے ساتھ دانا پور سے
بتیا ہوکر نیپال کی دار الحکومت کاٹھمانڈو لینے کو چلے لیکن سرحد پر
پہونچتے ہی کچھ سپاہی کٹ جانے کے سبب جنرل مارلو ایسا
بیدل ہوگیا کہ سرحد کی حفاظت کے لیے کچھ تھوڑی سی فوج چھوڑکر

پتا بہت آیا۔ اور جب اتنی مدد پہونچی کہ تیرہ ہزار آدمی اسکے تحت مین
ہوگئے تب بھی کیا جانے اسکے من مین کیا سمائی سب کے سُنے اچانک
ایک دن سورج نکلنے سے پہلے فوج سے نکلکر کسی طرف کو چل دیا۔
اس عرصہ مین کرنل گارڈر نے روہیلکھنڈ سے کمایون مین گھُسکر
الموڑہ کا قلعہ نیپالیون سے خالی کروالیا۔ لیکن کپتان ہسیری
جو اس سے شامل ہونے کو جاتا تھا شکست کھاکر نیپالیون کی قید
مین پڑگیا۔

غرض یہ تو جلیسپی اور مارلو صاحبون کی لڑائی اور بیدلی تھی۔ اب
جنرل اکٹرلونی کی بہادری سُنو اسنے چھ ہزار آدمی لیکر مہنڈور کی راہ ملت
نالاگڑھ[له] نیپالیون سے خالی کرالی۔ نیپالیون کا راج اسوقت کوٹ کانگڑہ
تک پہونچ گیا تھا بالکل پہاڑی راجاؤن کو اُنکے راج سے بیدخل کردیا
تھا۔ یا اُنسے بھاری کر یعنی خراج ٹھہراکر انھین اپنا ذلیل دار بنالیا تھا
بہیترے راجا ان نیپالیون کے نکالے سرکاری فوج کے ساتھ خدمت
کے لیے حاضر تھے ہمنے اس لڑائی کا حال خود راجا رام سنگھ نالاگڑھ
والے کی زبان سے سُنا ہے وہ اُسوقت جنرل اکٹرلونی کے ساتھ تھا
نالاگڑھ سے سرکاری فوج رام گڑھ کی طرف گئی نیپالیون کا نامی جنرل
امرسنگھ تھا پانچ تین ہزار آدمی لیکر اُسکے بچانے کو آیا۔ جنرل اکٹرلونی نے

[له] [illegible] کی [illegible] ہے
[illegible] ۱۲

بھی اپنی مدد کے لیے کچھ اور سرکاری فوج کے آجانے کا انتظار کرنا
مناسب جانا اور پھر بڑی عقلمندی سے ملون کے مضبوط قلعے کی طرف
کوچ کیا جب نیپالی رام گڈھ سے ملون کے بچانے کو چلے رام گڈھ بیچ
مین سرکار کے قبضہ مین آگیا۔ ندان سرکاری فوج تو اس پہاڑی کے ۱۸۱۵ء
نیچے جسپر ملون کا قلعہ تھا ایک ندی کے کنارے پڑی تھی اور نیپالی
ملون سے سورج گڈھ تک مورچے جمائے تھے۔ ریلا اور دیوتھل اسکے
بیچ مین تھے دونون کمزور تھے۔ اکٹرلونی نے میجر انس کے تحت مین
کچھ فوج ریلا پر بھیجی اور کرنل ٹامس کو دیوتھل پر حملہ کرنے کا حکم دیا
اسی طرح کپتان شاورس کو قلعے کے نیچے نیپالیون کی چھاونی لینے کو
روانہ کیا۔ کپتان شاورس مارا گیا لیکن ریلا اور دیوتھل سرکاری قبضہ
مین آیا۔ دوسرے دن امر سنگھ نے بھگت سنگھ کو وہان سے انھین
نکالنے کے لیے بھیجا۔ اور آپ نشان کے ساتھ بچی ہوئی فوج لیکر
مدد کو مستعد رہا نیپالی کمان کی شکل بھگت سنگھ کے پیچھے انگریزی فوج کا
دونون کنارہ دبائے شیرون کی طرح اسطرح پر سیدھے بڑھے
آتے تھے کہ اگرچہ سرکاری توپخانہ سے زنجیری گولی جھاڑو کی طرح
میدان کو دشمنون سے صاف کر رہے تھے ان نیپالیون کے
نشانون سے سرکاری تمام توپون پر کُل تین افسر اور تین ہی

گولہ انداز باقی رہ گئے۔ باقی سب کام آئے یا گھائل ہو کر بے کام ہو گئے
دو گھنٹہ تک کامل لڑائی ہوتی رہی۔ آخر انگریزی جوانون نے سنگینین
چڑھائین اور نیپالیون پر حملہ کر دیا پانوُن نہ ٹھہر سکے پیٹھ دکھلائی
بھگت سنگھ کی لوتھ کھیت رہی۔ امر سنگھ قلعہ مین گھس گیا بیر اور بہادر
دشمن بھی عزت کے لائق ہے۔ جنرل اکٹر لونی نے بھگت سنگھ کی لاش
دوشالے مین لپیٹ کر امر سنگھ کے پاس بھجوادی۔ انکی دو عورتین اسکے
ساتھ ستی ہوئین سرکاری فوج روز بروز قلعہ لینے کی تدبیر کرتی جاتی تھی۔
یہانتک کہ ۸۔ مئی کو حملہ کر دینے کی طیاری ہوئی امر سنگھ نے آپ اپنی
طاقت مقابلہ کی نہ دیکھکر اس قرار پر کہ سرکار اُسکے آدمیون کو اور
جیتک کے قلعہ والون کو اپنے ہتھیار اور مال واسباب سمیت نیپال
چلا جانے دے۔ قلعون کو خالی کر کے جمنا کے پچھم بالکل علاقے چھوڑ دیے
امر سنگھ کے شکست کھانے سے نیپالی سست پڑ گئے۔ پیام صلح کا
بھیجا لیکن جب سرکار نے دیکھا کہ وہ خالی دن ٹالنا چاہتے ہین اور
دوسرے سال پھر لڑنے کا سامان طیار کرتے جاتے ہین سترہ ہزار
فوج دے کر جنرل اکٹر لونی کو کہ اب خطاب پاکر سر ڈیوڈ اکٹر لونی ہو گیا
تھا نیپال پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ اسنے اپنا لشکر ایسے ایسے
گھاٹون سے اور نالے کھولون سے کہ جہان گھنے جنگلون کے

سبب سورج کی کرن بھی نہین پہونچتی تھی نکالکر مکاون پور سے کوس بھر
کے اندر جا ڈالا - اور ایک اچھی لڑائی لڑا - پانسو آدمی نیپالیون کے
مارے گئے قلعہ دار نے کہ کاجی بھیم سین کا بھائی تھا کہلا بھیجا کہ آپ کیون
لڑتے ہین مہاراج نے آپ کے کہنے بموجب صلحنامہ پر دستخط کر دیا ہے
مذان اِس صلحنامہ کے بموجب کالی ندی نیپال کی پچھم سرحد ٹھہری - اور
سکم کے راجہ کی زمین جو نیپالیون نے دبالی تھی یورپ مین اُسے
لوٹا دی گئی - اور کاٹھمانڈو مین ایک سرکاری رزیڈنٹ کا رہنا
قرار پایا گورنر جنرل کو بادشاہ کے یہان سے مارکوئیس آف ہیسٹنگز کا
خطاب ملا اور سر ڈیوڈ اکٹرلونی کے نام مین شکرانہ آیا -

اسمین شک نہین کہ مرہٹون کا زور گھٹا دیا گیا تھا - پر انکا حوصلہ
بھوبل مین دبے ہوے انگارے کی طرح سلگتا رہا - پیشوا ابھی بھی انکا
پیشوا بننے کی آرزو رکھتا تھا - چھپ چھپ کر ناگپور گوالیار اور اندور
یعنی بھونسلا سیندھیا اور ہلکر کے پاس پیام بھیجتا رہتا تھا - بڑودہ والا
گائکوار سرکار کے کہنے مین تھا - اسی لیے پیشوا اُس سے خار کھاتا تھا
آپس کی کسی تکرار کے تصفیہ کے لیے سرکار نے جان کی ذمہ داری
لیکر گائکوار کی طرف سے گنگادھر شاستری کو پیشوا کے پاس بھجوا دیا -
پیشوا پنڈرپور مین تھا اُسکے منتری یعنی دیوان ترنک جی نے

اُسے پنڈارناتھو کے درشن کو بلایا۔ جب یہ درشن کو کے مندر سے ڈیرے کی طرف لوٹا پانچ آدمیون نے پیچھے سے جھپٹ کر اُسکا کام تمام کرڈالا۔

سرکار جانگئی کہ یہ پیشوا کے اشارہ سے ہوا لیکن اُس سے کچھ نہ کہکر ترنک کو بمبئی کے پاس ٹھانا کے قلعہ مین قید کردیا پیشوا کو یہ بہت بُرا لگا پر علاج کیا تھا۔ اِس عرصہ مین پنڈارون نے بڑا ظلم مچا دیا تھا نرے لوٹیرے تھے ہندو مسلمان سب قوم کے آدمی اُنمین شامل تھے سواری اُنکی گھوڑے سے ٹٹو تک اور ہتھیار اُنکے بندوق سے نرے سونٹے تک۔ ہزارون ہی گنتی مین تھے منزلون کا دھاوا مارتے تھے جہان جاتے تھے ٹھیکرے تک نہین چھوڑتے ہلکر اور سیندھیا نے اُنکو نربدا کنارے علاقے دے رکھے تھے۔ اور دشمنون کا علاقہ تباہ کرنے کو اُنھین بہت اچھا وسیلہ سمجھتے تھے اب تک تو اُنھون نے پیشوا اور حیدرآباد اور ناگپور والے کے علاقون کو لوٹا۔ لیکن اب سرکاری عملداری مین بھی دھاوا مارنا شروع کیا۔ کسی سال بہار کا صوبہ لوٹا کسی سال سورت جا گھیرا کسی سال کنتور اور کڑپہ مین سر جا نکالا۔

گورنر جنرل کو معلوم ہو گیا کہ جبتک یہ پنڈارے نیست و نابود

نہ کیے جاینگے اِس ملک مین امن چین کی صورت پیدا نہو گی
ندان گورنر جنرل نے ہر طرف سے فوجون کی روانگی کا حکم جاری کیا۔
اور اس حکم سے یہان اور دکھن دونون جگہہ ملکر ایک لاکھ تیرہ ہزار
آدمی کا لشکر تین سو توپون کے ساتھ روانہ ہوا۔ بنگالہ کی اکسٹھ ہزار
سپاہ مین سے بڑا حصہ گورنر جنرل کے ساتھ کانپور مین تھا۔
دہنا بازو آگرہ مین رہا۔ بایان بندیلکھنڈ مین اُسکے بائین اور رہی
دو ٹکڑے مرزاپور کے پاس اور بہار کی سرحد پر تھے بچی ہوئی فوج
سر ڈیوڈ اکٹر لونی کے تحت مین دہلی کی حفاظت کو رہی۔ دکھن کی
باون ہزار سپاہ مدراج کے کمانڈر انچیف سر ٹی ہسلپ نے پانچ حصون
مین بانٹی لیکن مثل مشہور ہے کہ بیل نہ کودا کودی گون۔ پنڈارون
سے تو ابھی لڑائی شروع بھی نہین ہوئی تھی پیشوا نے مقابلہ پر
کمر باندھی ترنبک ٹھانا کے قلعہ سے بھاگ آیا تھا پیشوا سرکار کے
دکھلانے کو تو اُسکی گرفتاری کی کوشش کرتا تھا اور چھپ چھپ کر
اُسے ہر طرح کی مدد پہونچاتا تھا جب نئی سپاہ بھرتی کرنے لگا
اور سرکاری سپاہ کو اُدھر سے پھوڑ کر اپنی طرف ملانے کی
اُسکی پیروی ظاہر ہو گئی رزیڈنٹ الفنسٹن صاحب نے اپنی
فوج کو پونا کے پورب کی چھاونی چھوڑکر اترکر کی مین رزیڈنٹی کے

پاس آجانے کا حکم دیا پیشوا کو یہ برا لگا رزڈنٹ سے کہلا بھیجا کہ آپ اس
حرکت سے باز رہیے رزڈنٹ نے صاف جواب دیا اور جب دیکھا کہ
پیشوا کے سپاہی رزڈنٹی اور چھاونی کے بیچ مین جمع ہونے لگے رزڈنٹی
چھوڑ کر کرکی کی چھاونی مین چلا آیا پیشوا کے سپاہیون نے رزڈنٹی لوٹ کر
جلا دی۔ پیشوا کی فوج مین تخمیناً دس ہزار سوار اور دس ہی ہزار پیدل
ہونگے اور سرکاری صرف پیدل سپاہی سو بھی تین ہزار سے کم
لیکن سرکاری سپاہیون نے حملہ کیا اور پیشوا کی ساری فوج کو بھگا دیا
پیشوا نے پورندر کی راہ لی۔ وہان بھی پیر نہ جمے ستارے گیا۔ جب وہان
بھی نہ ٹھہر سکا سیواجی کے جانشین یعنی ستارے کے راجا کو اُسکے
کُنبے سمیت ساتھ لیکر پہلے دکن کی طرف بڑھا۔ پھر مالوہ کو پھرا۔ پھر پونا کی
جانب موڑ آیا۔ ندان آگے آگے تو پیشوا[له] اپنے نام کے معنی بموجب بهاگا
چلا جاتا تھا اور پیچھے پیچھے سرکاری فوج اُسکے رگیدنے کو پرچھائین کی
طرح پیچھا کیے ہوئے تھی پونا کے پاس بھیما کنارے کورا گانوُن مین
ایک چھوٹی سی لڑائی بھی ہوگئی۔ کھیت سرکاری فوج کے ہاتھ رہا
ستارے کے قلعہ پر سرکار نے راجہ کا نشان چڑھا دیا۔ اور پیشوا کی
معزولی کا اُسکے عہدہ سے اشتہار جاری کیا اشٹی کی لڑائی مین پیشوا کا
وفادار جنرل گوکلا مارا گیا۔ اور ستارے کا راجا اپنے کُنبے سمیت سرکار کی

له مرہٹی زبان مین پیش رو کو کہتے ہین پیشوا کے معنی جو آگے آگے رہے اسکا نام باجی راو تھا ۱۲

حمایت مین چلا آیا۔ ندان پیشوا اسقدر حیران و پریشان ہوا کہ آخر
۱۸۱۸ء تھک کر اور ہار مان کر ۱۸۱۸ء مین آٹھ لاکھ سال کا پنشن قبول کر لیا
اور ملک سے دست بردار ہو کر گنگا سیون کے لیے بٹھور مین آرہا۔
ترنبک کو سرکار نے گرفتار کر کے جنم بھر کے لیے چنار کے قلعہ مین قید کر دیا
اس پیشوا کی اوکھاڑ پچھاڑ مین ناگپور کے راجا آپا صاحب کی نٹ کھٹی
سرکار کو بخوبی ثابت ہو گئی وہ پیشوا اور پنڈاروں سے سازش رکھتا تھا
اور پونا کی رزیڈنٹی پھونکنے کے بعد اسنے پیشوا کا دیا ہوا خطاب
سینا پت کا اختیار کیا تھا اور اپنے جھنڈے پر پیشوا کا نشان یعنے
زری پٹکا چڑھا دیا تھا جنکنس صاحب رزیڈنٹ اپنی رزیڈنٹی کی حفاظت کا
اُپاے کرنے لگے رزیڈنٹ کے پاس اُسوقت کُل تیرہ سو سپاہی تھے
اور راجا کے پاس بیس ہزار سوار و پیدل رزیڈنٹی اور شہر کے
بیچ مین ایک پہاڑی سی ہے نام اُسکا سیتا بلدی اُسی پر سرکاری
۱۸۱۷ء سپاہیون نے مورچہ جمایا ستائیسوین نومبر ۱۸۱۷ء کو راجہ کی
فوج نے اُنپر حملہ کیا اِس لڑائی مین سرکاری سپاہیون نے
نہایت بہادری دکھلائی یہانتک کہ چوتھائی کٹ گئے پر کھیت نہ چھوڑا
راجہ کی ساری فوج کو جو دل بادل کی طرح اُمنڈ آئی تھی تین تیرہ
کر کے بھگا دیا جب راجہ نے یہ حال دیکھا۔ کہلا بھیجا کہ فوج بے پروانگی

لڑی مجھے بڑا افسوس ہے مین سرکار کا تابع ہون - رزیڈنٹ نے
جواب دیا کہ اگر تو سچا ہے فوج چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آ - راجہ
رزیڈنسی مین چلا آیا - رزیڈنٹ نے اُسے پھر نئے سرے ناگپور کی
گدی پر بٹھایا لیکن یہ نادان اسپر بھی اپنی حرکت سے باز نہ آیا - سرکار کو
دشمن اور پیشوا کو دوست سمجھتا رہا - تب ناچار سرکار نے اُسے
نظر بند کرکے الہ آباد کو روانہ کیا - اور اُسکی جگہ ناگپور کی گدی پر رگھوجی
بھونسلا کے پوتے کو بٹھایا - لیکن آپا راستہ سے بھاگ کر ناگپور سے
اسی کوس پرے نربدا کے دکھن ایک پہاڑی گوند سردار کی پناہ مین
چلا گیا - اور وہان فوج جمع کرکے بکھیڑا اُٹھانے لگا - ندان ۱۸۱۹ء ۱۸۱۹ء
مین جب سرکار نے اُسکے علاج کی تدبیر کی وہ اُن جنگل پہاڑون کو
چھوڑ کر سیندھیا کے قلعہ اسیر گڈھ مین جا گھسا اور پھر فقیری بھیس مین
پنجاب کی طرف چلا گیا - سرکار نے جودھپور کے راجہ کی فعل ضامنی
پر اُسے وہان رہنے کی اجازت دی اور ایک مدت بعد اُسی جگہ اُسکا
مرنا ہوا - سرکار نے اس قصور پر کہ اسیر گڈھ کے قلعہ دار نے
آپا صاحب کو پناہ دی تھی اور قلعہ دار کو سیندھیا کی پوشیدہ پروانگی
تھی سیندھیا کو سزا دینے کے لیے اس مشہور مضبوط قلعہ کو گھیر کر اپنے
دخل مین کر لیا - اب رہ گیا ہلکر سو جسونت راؤ کا تو انتقال ہو گیا تھا

اُسکی رانی تلسی بائی نے ایک لڑکا گود لیکر گدی پر بٹھایا تلسی بائی نے
اپنی فوج کے ڈر سے اپنے یار گنپت راؤ سمیت سرکاری پناہ مین
چلا آنا چاہا لیکن فوج نے اسمین اپنی تباہی سمجھکر جھٹ اُسکا سر کاٹ ڈالا
اور لڑکے کے راجہ کے نام سے سرکار کے ساتھ لڑنے کا سامان کیا
مندراج کا کمانڈر انچیف جو پاس ہی موجود تھا بجلی کی طرح فوج لیکر اُنکے
سر پر پہونچا۔ اور سیرا پار مہید پور مین انھین ایسا کاٹا مارا اور بھگایا
کہ تب سے وہ راج بالکل سست پڑگیا سنہ ۱۸۱۸ء مین صلحنامہ لکھ گیا۔ سنہ ۱۸۱۸
کیا قدرت ہے قادر مطلق اور خالق برحق کی کہ سرکار نے تو خالی
لوٹیرے اور ڈاکو یعنی پنڈارون کا اس فوج سے ناس کرنا چاہا تھا
لیکن وہان اُنکے حامی بلکہ بانی مبانی مرہٹون ہی کا ناس ہوگیا۔
گویا بالکل ہندوستان انگلیش ہوا۔ اور آپ سے آپ سرکار کے
سایہ مین چلا آیا۔ سوا سے ستارے کے تمام علاقے پیشوا کے
اور اکثر علاقے ناگپور کے دخل مین آجانے سے سرکاری عملداری
بہت بڑھ گئی اجمیر بھی اسکے قبضہ مین آیا۔ اور کچھ گجرات اور
راجپوتانہ کے سب راجاؤن نے بلکہ اودے پور کے راناؤن نے
بھی جنہون نے نہ مسلمان کے سامنے اور نہ مرہٹون کے آگے
کبھی سر جھکایا تھا بڑی خوشی سے سرکار کا حفاظت کا ہاتھ اپنے

اوپر قبول کیا۔ جب پیشوا ایسے سردار کی جو نو لاکھ گھوڑون کا دھنی
کہلاتا تھا بائی پیچ گئی تو اب پنڈارون کا ہم کیا حال لکھین اتنا ہی لکھنا
کافی ہے کہ دکھن کی سرکاری فوج نے نربدا پار ہوتے ہی پنڈارون کے
بالکل علاقون مین قبضہ کرکے اُنھین تین تیرہ کر دیا۔ اور بنگالہ کی سرکاری
فوج نے بھی خوب انکا شکار کیا۔ امیر خان نے جسکے جانشین اب
ٹونک کے نواب کہلاتے ہین اپنی لوٹیری فوج دور کرکے سرکار کو
عہدنامہ لکھدیا۔ کریم خان اور واصل محمد پنڈارون کے سردارون نے
جو مہیدپور مین ہلکر کی فوج کے ساتھ سرکار سے لڑے تھے اپنے تئین
سرکار کے حوالہ کر دیا۔ سرکار نے اُنھین کھانے کو گورکھپور مین جاگیرین
دین واصل محمد نے بھاگنا چاہا تھا اور جب بھاگ نہ سکا زہر کھا کر مرگیا
ان پنڈارون کا نامی سردار چیتو جو آپا صاحب کے ساتھ اسیر گڈھ تک
گیا تھا جنگل مین شیر کا لقمہ ہوا۔ لکھنو کا نواب وزیر سعادت علی خان
سنہ ۱۸۱۴ء مین مرگیا تھا اُسکے بیٹے اور جانشین غازی الدین حیدر نے سنہ ۱۸۱۴ء
اب سرکار کی اجازت سے لقب بادشاہ کا اختیار کیا۔ مارکوئس آف ہیسٹنگز
سنہ ۱۸۲۳ء مین گورنر جنرل کے عہدے سے مستعفی ہوکر ولایت گیا اور سنہ ۱۸۲۳ء
وہان اُسے ان خدمتون کے انعام مین چھ لاکھ روپیہ کی قیمت کا
سرکار سے علاقہ ملا۔ اسکے عہدہ پر جارج کیننگ صاحب مقرر ہوا تھا

لیکن پیچھے سے جب اُسنے اُس سے انکار کیا لارڈ ایمہرسٹ گورنر جنرل مقرر ہو کر پہلی اگست کو کلکتہ مین داخل ہوا۔

لارڈ ایمہرسٹ

نیپالیون کی طرح برہما والون کا بھی سر کھجلایا۔ ملک بڑھانے کا شوق پیدا ہوا ارکان منی پور اور آسام فتح کر کے کچھار پر چڑھائی کی کچھار کے راجہ نے سرکار کی پناہ لی۔ سرکار نے اسکی مدد کو فوج بھیجی لیکن برہما والون کا تو سر آسمان پر چڑھا ہوا تھا گورنر جنرل سے کہلا بھیجا کہ چٹگانون ڈھاکہ اور مرشدآباد بھی کسی زمانے مین ہمارے ملک کا حصہ تھا بھلا چاہتے ہو تو اب بھی چھوڑ دو گورنر جنرل تو ہنسکر چُپ ہو رہے لیکن ان پاگلون نے سرکاری علاقون کو اپنی نانی جی کی میراث سمجھکر چٹگانون کے کنارے پر جوشا ہو پر اپنے ٹاپو مین سرکاری چوکی کے تیرہ جوان تھے تین اُنمین سے کاٹ ڈالے باقی بیچارے جان لیکر بھاگے۔ ندان ۵۔ مارچ سنہ ۱۸۲۴ع کو سرکار نے لڑائی کا اشتہار دیا۔ کچھ تھوڑی سی فوج نے تو برہمپتر کے کنارے کنارے جاکر بالکل آسام مین دخل کیا۔ اور دوسری نے ارکان جا لیا اور باقی گیارہ ہزار فوج نے جہازون مین سوار ہو کر رنگون پر نشان جا گاڑا جب سرکاری فوج برہما کی دارالسلطنت آوا

سنہ ۱۸۲۴ع [illegible]

لینے کے ارادے وہان سے آگے بڑھی ہر لڑائی مین برہماوالون پر
فتح پائی گئی لیکن آب وہوا کی خرابی اور بیگانہ ملک ہونے کے
سبب آدمی اور روپیہ دونون کا بڑا نقصان ہوا۔ بڑے بڑے
بکٹ جنگل اور دلدلون مین لڑنا پڑا ارانے کے ہاتھ جیسے پھر لگے
منگی مہا بندولا کے آدمیون نے کہین چٹ گانون کے ضلع مین
رامون کے درمیان مین سوپچاس سرکاری سپاہی کاٹ ڈالے تھے
راجہ نے اِسے دوسرا رستم سمجھا۔ سیناپت مقرر کرکے سرکاری فوج
کے مقابلہ کو بھیجا۔ اِسنے بھی بیڑا اُٹھایا کہ بے فرنگیون کے نکالے
دربار مین منھ نہین دکھلاؤنگا لیکن سچ اُسنے منھ نہین دکھلایا۔ کئی
لڑائیون کے بعد ڈونابیو کے قلعے مین بان لگ کر مرگیا۔ ندان
جب سرکاری فوج اِنھین شکست دیتی اِنکے قلعے اور تھانے لیتی
فتح کے نشان اُڑاتی آوا سے کُل چار منزل ادھر ینڈابو مین
جا پہونچی۔ راجہ نے گھبرا کر صلح کرلی۔ چار قسطون مین ایک
کرور روپیہ لڑائی کے خرچ بابت دیا۔ اور آسام آراکان اور
ترناسرم کے وکھن کا ملک بالکل چھوڑ دیا۔
اِسی لڑائی کے شروع مین سینتالیس پلٹن کو اور دو پلٹنون کے
ساتھ جو بارکپور کی چھاونی مین تھین رنگون جانے کا حکم ہوا تھا

سنہ لیکن اپنی فوجون
مین بہی لکھا گیا کہ پہلے
جنگلی آدمی چھوڑ کر اِس
ملک پر چڑھ آئے تھے
جھولون ... کے وہان
مہاراجہ نے کرور روپیہ
راہ خرچ دیکر اپنے وطن کو
لوٹ جانے کی اجازت
... یہ حال ہے
ایشیائی ... ۱۲-
۱۸۲۸ء

سپاہی سمندر کا نام اور برہما کی آب و ہوا اور راموں کے قتل کا حال سنکر بھیجا گئے جانے سے انکار کیا پر پیٹ پر دو گوروں کی پلٹنیں کلکتہ سے بلائی گئیں سینتالیسویں کے بہتیرے سپاہی توپ سے اڑا دیے گئے بہتیرے پھانسی پڑے بہتیروں نے قیدیں مٹی کاٹی باقی کے نام کٹ گئے۔

۱۸۲۳ء پھر تو رہیں ۱۸۲۳ء میں راجہ رنجیت سنگھ کے بیٹے رندھیر سنگھ کے لاولد مرنے پر رندھیر سنگھ کا بھائی بلدیو سنگھ گدی پر بیٹھا۔ اُسکے بھتیجے درجن سال نے اس چھوٹی بات پر کہ مجھے رندھیر سنگھ نے گود لیا تھا گدی کا دعوے کیا۔ بلدیو سنگھ نے اپنے لڑکے بلونت سنگھ کو راجپوتانہ کے رزیڈنٹ سر ڈیوڈ اکٹرلونی کی گود میں رکھدیا۔ اور کہا کہ درجن سال ضرور میرے بعد بکھیڑا کریگا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے رہتے میری گدی پر بٹھا دیں رزیڈنٹ نے خوشی سے یہ بات قبول کی اور بلونت سنگھ کو گدی پر بٹھا دیا۔

۱۸۲۵ء ۱۸۲۵ء میں بلدیو سنگھ کا انتقال ہوا۔ درجن سال نے بلونت سنگھ کے ماموں کو مار ڈالا۔ اور بلونت سنگھ کو قید کر کے راجگدی پر آپ بیٹھا۔

سر ڈیوڈ اکٹرلونی نے لڑائی کی تیاری کی۔ لیکن سرکار نے

اُسکی یہ تجویز پسند اور منظور نہ کی۔ سر ڈیوڈ آکٹرلونی نے اُسی دم استعفا بھیجا۔ اور میرٹھ کے مقام مین مرگیا۔ بھرتپور والون کا گمان ہے کہ اُسنے زہر کھایا۔ اِسکے عہدہ پر سر چارلس مٹکاف مقرر ہوا۔ اِس عرصہ مین درجن سال کا بھائی مادھو سنگھ اِس سے بگڑ گیا۔ اور ڈیگ مین جاکر سپاہی بھرتی کرنے لگا۔

سرکار نے دیکھا کہ پنڈارون کی طرح یہ لوگ بھر لوٹ مار کا بازار گرم کرینگے اور ہوتے ہوتے سرکاری عملداری مین فساد اُٹھا وینگے۔ درجن سال کو بہت سمجھایا۔ جب اُسنے کچھ نہ مانا لارڈ کمبرمیر کمانڈر انچیف کو بیس ہزار فوج لیکر درجن سال کے نکالنے کے لیے بھیجا۔ دسوین دسمبر کو سرکاری لشکر بھرتپور کے سامنے پہونچا۔ اور اٹھارھوین جنوری کو سرنگین اُڑا کر قلعہ توڑا۔ درجن سال پکڑا گیا۔ بلونت سنگھ کو سرکار نے نئے سرے سے گدی پر بٹھایا۔ اِنھین دنون مین یعنی سنہ ۱۸۲۴ء مین سرکار نے　سنہ ۱۸۲۴ء
ڈچ لوگون کو سماترا کے ٹاپو مین بن کلن دیکر اُنسے ملاکا اور سنگاپور کا ٹاپو لے لیا۔ اور یہی اسٹریٹ سٹلمنٹ کہلایا۔

لارڈ ایمہرسٹ

لارڈ ایمہرسٹ کے جانے پر دہی لارڈ منٹینک

۱۸۲۸ء جو سابق مین مندراج کا گورنر تھا۔ وسیلہ کے زور سے گورنر جنرل مقرر ہو آیا۔

اسکے وقت مین لڑائی بھڑائی کوئی نہین ہوئی۔ بڑی بھاری بات یہ ہوئی کہ ستی ہونے کی بڑی بُری رسم یکقلم موقوف کی گئی۔

گورگ کا راجہ اپنے ظلم کے باعث دکھن سے بنارس قید ہو آیا۔ اور اُسکا علاقہ اُسکی رعیت کی خواہش مطابق سرکاری عملداری مین شامل ہو گیا۔

لارڈ بنٹینک نے سرکاری خرچ کی بہت تخفیف کی۔ اور ہندوستانیون کو سرکاری بڑے عہدون کے ملنے کی نیو ڈالی۔

سنہ ۱۸۳۳ء مین کمپنی کو بیس برس کے لیے پھر سند ملی۔ ہندوستان کی تجارت تو پہلے ہی اسکے ہاتھ سے نکل گئی تھی اب اس سند کی رو سے چین کی بھی باقی نہ رہی۔

لارڈ آکلینڈ

۱۸۳۵ء اگست سنہ ۱۸۳۵ء مین لارڈ بنٹینک نے کام چھوڑا۔ مارچ ۱۸۳۶ء تک یعنی لارڈ آکلینڈ کے پہونچنے تک سر چارلس مٹکاف نے

۱۸۳۷ء گورنر جنرل کا کام کیا۔ لکھنؤ کا بادشاہ نصیر الدین حیدر مر گیا پہلے تو اسنے دو لڑکون کو اپنا مانا تھا لیکن پھر انکار کیا۔ اسی سبب

کرنل لو رزیڈنٹ نے اُسکے مرنے پر اُسکے چچا نصیر الدولہ کو جو سعادت علی خان کا تیسرا بیٹا تھا اور مسلمانوں کی شرع مطابق وارث ہوسکتا تھا مسند پر بٹھانا چاہا۔ بالکل طیاری ہو چکی تھی صرف مسند پر بیٹھنے کی دیر تھی کہ یکایک بادشاہ بیگم یعنی غازی الدین حیدر کی بیگم نے کچھ سپاہی محل مین گھسا کر نصیر الدولہ اور رزیڈنٹ دونون کو گھیر لیا۔ اور آپ آکر ان دونون لڑکون مین سے ایک کو جسکا نام منا جان تھا مسند پر بٹھا دیا۔

رزیڈنٹ نے بیگم کو بہت سمجھایا کہ یہ کیا پاگل پنا ہے لیکن جب دیکھا کہ اُسکی عقل بالکل جاتی رہی ہے کسی ڈھب محل سے باہر نکل آئے۔ اور کچھ سرکاری فوج لیجا کر بیگم اور اُسکے پوتے کو تو پکڑ کر قید رہنے کو چنار کے قلعہ مین بھیجدیا۔ اور نصیر الدولہ کو محمد علی شاہ کے نام سے مسند پر بٹھایا۔ اسمین بیگم کے تیس چالیس آدمی مارے گئے اور گھائل ہوے۔

اقبال الدولہ نصیر الدولہ کے بڑے بھائی کا بیٹا تھا۔ لیکن اسنے بیگم کی طرح بیوقوفی نہ کر کے دوسری طرح کی بیوقوفی کی کورٹ آف ڈائرکٹرس کے سامنے اپنا دعوے پیش کرنے کو خود ولایت گیا۔ اور جب وہان سے صاف جواب پایا۔ بغداد مین

رہنا اختیار کر لیا اُسکا بڑا بھائی یمین الدولہ بنارس مین رہ گیا

اِسی کے تھوڑے دن بعد ستارے کے راجہ کی بھی کچھ عقل ماری گئی - یہ نہ سمجھا کہ اُسنے وہ اپنے بڑکھاؤن کی گدّی صرف سرکار کی مہربانی سے پائی آخر مرہٹا تھا گووے مین پرتگیزون سے جوڑ توڑ لگانے لگا کہ اُنکی فوج انگریزون کو نکالکر اسے ملک کا مالک کرے - اور یہ اُنھین دھن اور دھرتی دے -

ناگپور والے آپا صاحب سے بھی چھٹّی پتری جاری کی - سرکاری فوج کے سپاہیون کے بھاگنے کی کوشش ہونے لگی - سرکار نے بہت سمجھایا - آخر جب کسی طرح اپنی حرکتون سے باز نہ آیا قید کرکے بنارس بھیجدیا اور اُسکے بھائی کو ۱۸۳۹ء مین گدّی پر بٹھایا -

اس عرصے مین احمدشاہ درانی کے پوتے شاہ شجاع الملک کو جو افغانستان کا بادشاہ تھا - اُسکے بھائی محمود نے وہان سے نکالدیا تھا - شاہ شجاع تو کچھ دن رنجیت سنگھ کی قید مین رہ کر اور کوہ نور ہیرا کھو کر پناہ کے لیے انگریزی عملداری مین چلا آیا - اور محمود کو اسلیے کہ اُسنے اپنے وزیر فتح خان بارک زئی کو جسکی مدد سے تخت پایا اندھا کرکے مارڈالا تھا فتح خان کے بیٹے دوست محمد خان نے تخت سے اُتار کر کابل پر اپنا قبضہ کر لیا قندھار دوست محمد خان کے

بھائیون کے دخل مین رہا۔ محمود ہرات کو چلا گیا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا کامران وہان کا بادشاہ ہوا۔ کونٹ سمونیچ نے جو ایران مین روس کا ایلچی تھا۔ یہ موقع اپنے مالک کا اسطرف اختیار بڑھانے کا بہت غنیمت سمجھا۔ ایران کے بادشاہ کو اُبھارا کہ افغانستان پر دعوے کرے اور اُسکا لشکر ہرات کے محاصرہ کو بھجوایا۔ بلکہ فوج خرچ کے لیے کچھ روپیہ بھی اپنے یہان سے دلوایا۔ اگرچہ ایران کا لشکر ہرات سے ہار کر لوٹ گیا اور جب انگلستان نے روس سے جواب طلب کیا۔ روس کے شہنشاہ نے اصلی بات چھپا کر کونٹ سمونیچ کے بالکل کامون سے انکار کردیا لیکن سرکار کمپنی کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ روس کا ہندوستان پر دانت ہے جب کبھی قابو پاویگا۔ ادھر پیر پھیلا دیگا۔ اور الگزنڈر برنس صاحب نے بھی جو ۱۸۳۷ء مین ایلچی ہو کر کابل گئے تھے یہی بیان کیا کہ دوست محمد بالکل روس والون کی صلاح مین ہے۔ اور روس والون نے اس سے پکا وعدہ کیا ہے کہ ہم پشاور رنجیت سنگھ سے واپس لے دینگے۔ سرکار نے ذرا بھی اس بات پر غور نہ کیا کہ بھلا روس والے کیونکر ادھر آسکینگے۔ اگر کہین کہ کیا وہ ایران توران تاتار اور افغانستان والون کو سمجھا کر ادھر [illegible]

ہندوستان پر نہیں چڑھا سکتے ہیں تو ٹک سوچنا چاہیے کہ
اب وہ محمود غزنوی اور چنگیز خان کا زمانہ نہیں ہے کہ جب ننگے پاؤں
اور ننگے سر گکھڑ لوگ محمود کے رسالوں کو کاٹتے تھے۔ اور ایک
ہاتی کے بھاگ جانے سے انند پال ایسے راجہ لڑائی ہار جاتے
تھے۔ جب جنگل سے سونٹے کاٹ کاٹ کر بیلوں پر سوار جلال الدین
خوارزم والے کے آدمی سندھ ساگر دوآب میں چنگیز خان کی
فوج سے لڑتے تھے۔ اور بڑے بڑے بادشاہ بالکل مدار لڑائی کا
اپنا تیر اندازوں پر رکھتے تھے۔ برابر دیکھتے چلے آتے ہو
کہ کیسے کیسے دل بادل سینا شاہ سلطان نواب مرہٹے نیپالی
اور برہما والوں کی سرکاری ذرا ذراسی فوج کے سامنے پیٹھ
دکھا گئی۔ بات تو یہ ہے کہ ڈوپلے اور ریسی سری کے فرانسیسیوں کی
سکھلائی سپاہ بھی انگریزی توپخانے کے سامنے روئی کے
پھاؤن کی طرح اُڑ گئی۔ اگر کہیں کہ روس والے کیا اپنی فوجیں
پنجاب تک نہیں لا سکتے ہیں تو ٹک سوچنا چاہیے کہ روس
اور پنجاب کے درمیان کیسے کیسے جنگل اُجاڑ اور پہاڑ پڑے
ہیں پہلے تو روس میں اتنا روپیہ نہیں کہ پچاس ہزار بھی اچھی
قواعد دانی فوج ضروری توپخانے کے ساتھ اس راہ لانے کا

سنہ ۱۰۰۸ع میں انند پال کی لڑائی محمود غزنوی کے ساتھ ہوئی
دیکھو ۱۱۲

خرچ ویسکے دوسرے جتنے دن اُس فوج کو ایک ہندوکش پہاڑکی
گھاٹی پار ہونے مین لگینگے ہماری سرکار اُس سے دونی فوج ڈھونکے
جہاز اور ریل گاڑیون پر انگلستان سے سندھ کنارے پہونچا
سکتی ہے اور پھر روس والے تو وہان رستے کی سختی سے تھکے
تھکائے اور افغانستان مین رسد کی کمی اور وہان کی آب وہوا
نئی ہونے کے سبب بھوکے ماندے پہونچینگے۔ اور انگریز اپنی
سرحد پر گویا اپنے گھر مین ہونگے پنجاب کی زرخیزی مشہور ہے
کیسی کچھ رسد پہونچیگی۔ اسمین کسی طرح کا شک نہین کہ اُن پچاس ہزار
روسیون کے تباہ کرنے کو سرکاری ایک پلٹن گورون کی خبر کے
پہانسنے پر کافی ہوگی۔ ندان سرکار نے ذرا بھی اس بات پر غور نہ کیا
۱۸۳۸ء اور کابل مین فوج لیجا کر شاہ شجاع کو تخت پر بٹھانے کا منصوبہ
باندھا رنجیت سنگھ کو بھی اُسمین شامل کرلیا اور آپسمین عہد وپیمان
ہوگیا کہ پشاور وغیرہ جو کچھ علاقے سندھ اُس پار خواہ اُس پار
رنجیت سنگھ نے دبا لئے تھے شاہ شجاع یا اُسکا کوئی جانشین کبھی
اُنپر کچھ دعویٰ نہ کرے۔ سندھ کے امیرون سے بھی قول قرار ہوگیا کہ
اُس راہ سرکاری فوج کے آنے جانے مین کچھ روک ٹوک
نہووے۔ ندان پھیر سو سرکاری فوج بنگالہ اور بمبئی کی

ایک سو دس توپون کے ساتھ سرجان کین صاحب بمبئی کے کمانڈر انچیف کے تحت مین سندھ اور بلوچستان کی راہ سندھ ندی اور بولان گھاٹہ پار ہوکر قندھار مین پہونچی۔ اور ۱۸۳۹ء کی آٹھوین مئی کو شاہ شجاع وہان تخت پر بیٹھا بڑی دھوم دھام سے اُسکی سلامی ہوئی سر ولیم میکناٹن صاحب سرکار کی طرف سے ایلچی کے طور پر شاہ کے ساتھ تھے۔ الگزنڈر برنس صاحب بھی ہمراہ ستھے۔ اُنکو امید تھی کہ افغانستان مین داخل ہوتے ہی رعیت شاہ کی طرف رجوع ہو جائیگی۔ لیکن وہ بات بالکل ظہور مین نہین آئی یہانتک کہ شاہ نے جب وہان کے دستور بموجب دس ہزار روپیہ تعلبندی کو اور قرآن قسم کھانے کو غلزئی سردارون کے پاس بھیجا اُنھون نے روپیہ تو لے لیا اور قرآن ویسے کا ویسا ہی واپس کیا تئیسوین جولائی کو بارود سے پھاٹک اُڑا کر سرکاری فوج نے گڈھ غزنین لیا۔ اور سات اگست کو فتح کا نشان اُڑاتی کابل مین داخل ہوئی دوست محمد ترکستان کی طرف بھاگ گیا شاہ شجاع کے بیٹے شاہزادہ تیمور کے ساتھ جو پانچہزار سپاہی پشاور سے کابل کو روانہ ہوئے تھے اور جنگی مدد کے لیے رنجیت سنگھ نے چھ ہزار سکھ جنرل ونتورا کے تحت مین تعینات کیے تھے

وہ بھی خیبر گھاٹی کی راہ علی مسجد مین لڑتے اور جلال آباد کا قلعہ لیتے تیسری ستمبر کو کابل مین آپہونچے۔ جب سرکار نے دیکھا کہ شاہ شجاع اپنے باپ دادے کے تخت پہ بیٹھ گیا۔ اُس تخت کی سُست بنیاد پر مطلق لحاظ نہ کرکے کچھ تھوڑی سی فوج بنگالہ کی وہان انتظام کے لیے چھوڑ دی اور باقی سب کو ہندوستان مین واپس طلب کر لیا قندھار جاتے وقت بلوچستان کے محراب خان نے کچھ چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ اسلیے بمبئی کی فوج نے لوٹتے وقت اُسکا قلعۂ قلات توڑ ڈالا۔ اور وہ بھی اس لڑائی مین بہادری کے ساتھ مارا گیا۔

لارڈ آکلینڈ کو کابل فتح ہونے کی خوشی مین ولایت سے ارل کا خطاب آیا سر جان کین بیرن ہوا۔ اور بھی بہتون کو اُنکی خدمت مطابق درجہ بڑھا۔ چوتھی نومبر کو جب سر ولیم میگناٹن صاحب ۱۸۴۰ء ہوا کھاکر اپنی کوٹھی کو آتے تھے راستہ مین ایک سوار نے خبر دی کہ دوست محمد حاضر ہے۔ اور پھر دوست محمد نے بڑھکر اور گھوڑے سے اُترکر تلوار نذر دی۔ میگناٹن صاحب نے اُسکی بڑی خاطر کی۔ نظر بند رہنے کے لیے ہندوستان بھیجدیا۔ اِس عرصہ مین چھوٹے چھوٹے لڑائی جھگڑے بیشک ہر طرف ہوتے رہے

لیکن وہ کبھی گنتی مین نہ تھے۔ کبھی کوئی سردار مالگزاری ادا کرنے
مین دیر کرتا سرکاری سپاہی اُسکا گڑھ قلعہ توڑ پھوڑ کر اُسے ہوش
مین لا دیتے۔ کبھی کوئی دوست محمد کے بیٹے اکبر خان کی مدد
کے لیے سر اُٹھانا چاہتا وہان یہ فوراً پہونچکر اُسے اُسی جگہہ
دبا دیتے۔ یہانتک کہ سر ولیم میگناٹن صاحب نے سمجھا کہ اب
۱۸۴۱ء ملک کا انتظام بخوبی ہوگیا اور قصد کیا کہ الگزنڈر برنس کو اپنے
عہدے پر مقرر کرکے آپ گورنری کے عہدہ پر جو سرکار سے
ملا تھا بمبئی چلے آوین اور جو کچھ سرکاری فوج کابل مین گئی تھی
اُسے بھی ہندوستان کی طرف روانہ کردین۔ یہ نہ سوچے
کہ افغانستان مسلمانون کا ملک ہے۔ ہندو اور مسلمان مین زمین
اور آسمان کا فرق ہے۔ وہان والے خوب سمجھے ہوئے تھے
کہ شاہ شجاع انگریزون کی کٹھ پتلی ہے۔ اور تماشا یہ کہ انگریزون
کی بدولت اُسے اپنے باپ دادا کا تخت نصیب ہوا تو بھی وہ
اُنسے ناراض تھا۔ اپنے ملک مین انکا رہنا ہرگز نہین پسند
کرتا تھا۔ اُدھر مالک کو بھی منظور تھا کہ چاہے جیسا کوئی بڑا
طاقت والا اور عقلمند کیون نہو ایک دن ٹھوکر کھا جاوے
بلکہ یہ اسکی بڑی مہربانی ہے کیونکہ ایسی ہی ٹھوکرین کھانے سے

آدمی اپنی عقل اور اپنی طاقت کا بھروسا نہ رکھکر سدا مالک پیدا کرنے والے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے اور اُسکے ڈر سے ظلم اور غیر واجب کام نہ کرکے پوری ترقی کو پہونچتا ہے جو بھولکر نہ کہا جائے گھمنڈ مین ڈوب کر فرعون کی طرح یکبارگی ناس ہو جاتا ہے۔ ندان آپ آگے انگریزی افسرون کے جو جو کام کابل مین سنو گے بس یہی کہو گے" (بناشکالے بپریت بدھی)" ندان بدہان بلوہ ہونے کی اصل یون بیان کرتے ہین کہ کسی افغان سردار نے کسی انگریزی عہدہ دار کی کچھ شکایت اُسکے افسر سے کی۔ افسر نے کچھ بھی نہین سُنی سخت سُست کہکر نکلوا دیا اور یہ بات کچھ اسی کے واسطے یا نئی نہ تھی اُس افغان نے اِس بات کی شکایت شجاع سے کی شجاع کے منہہ سے اُسوقت دربار مین بے اختیار یہ نکل گیا کہ "از شما ہیچ نمی آید" یعنی تم لوگون سے کچھ بھی نہین بن پڑتا ہے۔ بس اتنا کہنا گویا افغانون کے بگڑے ہوئے دلون کی بھری ہوئی توپ پر رنجک کا فلیتہ پہونچانا تھا سویرے ہی دوسری نومبر کو کابل والون نے بلوہ کیا دوکانین سب بند ہوگئین دو تین سو بدمعاشون نے برنس صاحب کی کوٹھی مین جاکر اُنھین اور تمام صاحب لوگ میم لڑکے اور ہندوستانی نوکرون کو جو اُسوقت وہان موجود تھے مار ڈالا اور تمام مال و اسباب لوٹ کر مکانون کو پھونک دیا برنس صاحب

شہر مین رہتے تھے جب اُنکے مارے جانے کی خبر چھاونی
مین پہونچی تو اِس بات سے بدل کر ترت سب جوان گھس کر
شہر مین چلے آتے اور بلوائیون کو جیسا اُنھون نے کیا تھا اُسکا
مزہ چکھاتے اِنکے افسر ناحق سپاہیون کو اِدھر اُدھر بھیجے بلانے
اور بے فائدہ جوڑ توڑ بجانے مین اپنا قیمتی وقت کھونے لگے
اگر بالاحصار مین بھی چلے جاتے جہان شاہ شجاع رہتا تھا
اور شہر سے لگا ہوا تھا۔ مقدور نہ تھا کہ کبھی کوئی اُنکو اُس قلعہ سے
نکال سکتا۔ لیکن جنرل الفنسٹن کے دماغ مین خلل آگیا تھا اور
بریگیڈیر شلٹن جو اُسکا مددگار مقرر ہوا تھا۔ ہندوستان لوٹنے کی
آرزو مین جی دیتا تھا۔ دونون نے سر ولیم میگناٹن سے یہی کہا
کہ اب کابل مین رہنا ناممکن جسطرح سے بنے جلال آباد پہونچنے کا
بندوبست کرو۔ اور وہان سے ہندوستان کو چلیدو۔ بلوائیون کا
زور اِس عرصہ مین بہت بڑھا سارا کابل پہاڑی افغانون سے
بھر گیا شہر کے باہر بھی جدھر دیکھو یہی دکھائی دیتے تھے گویا سارے
ملک مین بلوہ ہوا بائیسوین نومبر کو اکبر خان بھی کابل مین آکر اُنکے
شامل ہوگیا ندان جب سر ولیم میگناٹن نے دیکھا کہ سرکاری
فوج کا ہر طرف نقصان ہوتا جاتا ہے اور اُسکے افسر سوا اسے

ہندوستان لوٹ چلنے کے اور کسی بات پر مستعد نہیں ہوئے
اکبر خان سے کابل چھوڑنے کی بات چیت شروع کی اور یہ
ٹھہری کہ دونون کی ملاقات ہو اسمین ساری شرطین طے
پا جائین۔ لوگون نے میکناٹن صاحب سے کہا کہ اکبر خان کا
اعتبار کرنا عقلمندی نہین ہے اُنھون نے اتنا ہی جواب
دیا کہ ہم خوب جانتے ہین لیکن ایسی زندگی سے
سو دفعہ مرنا بہتر ہے۔

ندان تئیسوین دسمبر کو قریب دوپہر کے سر ولیم میکناٹن
صاحب کپتان لارنس[1] ٹریور اور مکنزی کو ساتھ لیکر چھاونی سے
اکبر خان کی ملاقات کو باہر نکلے اکبر خان استقبال کر کے
انھین اپنے ڈیرہ پر لیگیا۔ لیکن وہان ان چارون سے
پستول اور تلوارین چھنوا کر تین کو تو اپنے سوارون کے
پیچھے بٹھلا کسی قلعہ مین بھجوا دیا کپتان ٹریور گھوڑے سے گرجانے
کے باعث راستہ مین مارا گیا اور سر ولیم میکناٹن پر جب
اُنھون نے اکبر خان کے قابو سے نکلنا چاہا اسنے طمنچہ چلا دیا
اور پھر اسکے ساتھیون نے انھین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
فوج والون کی اسپر بھی آنکھ نہ کھلی۔ پھر اکبر خان سے صلح کی

[1] یہ صاحب سر ہنری لارنس کے بھائی ہین جو ۱۸۵۷ع کے بلوہ مین اودھ کے چیف کمشنر تھے

بات چیت کی اُس دغا باز نے یہ شرط ٹھہرائی کہ سرکاری فوج
تمام خزانہ اور توپخانہ اُسی جگہہ چھوڑ دے ۔ صرف چھ توپون
کے ساتھ ہندوستان کی راہ لے ۔ برف پانچ انچھ سے زیادہ
پڑ گئی تھی ۔ سرکاری فوج ساڑھے چار ہزار سوار سپاہی اور
بارہ ہزار بھیڑ لڑکے لوگائیون کی گنتی نہین چھیٹی جنوری کو
پہر دن چڑھے پر ہیبت سے دن چھاؤنی چھوڑ کر جلال آباد روانہ
ہوئی بیمارون کو بھی اکبر خان کے سپرد کیا ۔ ساتوین کو کابل سے
پانچ کوس پر بت خاک مین ڈیرہ پڑا افغانون نے ہر طرف سے
حملہ کرنا شروع کر دیا ۔ سرکاری فوج کو اپنی توپین آپ ہی
کیلنی پڑین ۔ اکبر خان ساتھ تھا بے ایمان حفاظت کے لیے
آیا تھا جب اُس سے کہا کہ یہ کیا ہے ۔ جواب دیا کہ بیقابو
ہون یہ لوگ میرا کہنا نہین مانتے فارسی مین سرکاری
آدمیون کو سُنا کر اُنھین دھمکاتا تھا کہ خبردار سرکاری فوج کو
ہرگز نہ چھیڑو اور پشتو مین اُنھین شہ دیتا تھا کہ ہان ایک کو بھی
اِنھین سے جیتا نہ چھوڑو معاملہ دین کا ہے ۔ آٹھوین کو خرد کابل کا
گھاٹہ پار ہونا تھا یہ پانچ میل لنبا ہے ۔ دونون طرف اکثر پانچ
پانچ سو فیٹ تک سیدھے اونچے پہاڑ کھڑے ہین تفاوت

سلہ افغانون کی سنگباری

دونون کنارون مین پچاس گز سے زیادہ نہین ہے۔ ندی جو اُسمین زور شور سے بہتی ہے اٹھائیس بار اُترنی چڑتی ہے۔ غلزئی افغان اُن پہاڑون کے اوپر سے گولیون کا مینہ برساتے تھے۔ سرکاری فوج کے ہتھیار نرے بیکار رہتے یہ زمین پر۔ اور وہ آسمان پر۔ کہتے ہین کہ اُس روز تین ہزار سے زیادہ آدمی اس گھاٹ مین مارے گئے۔ نوین کو ناحق خرد کابل مین مقام کیا اکبرخان نے کہلا بھیجا کہ میم صاحب اور بابا لوگون کی تکلیف مین نہین دیکھ سکتا ہون۔ اگر اُنکو میرے حوالہ کردو مین بہت آرام وحفاظت سے پہونچادونگا۔ فوج کے افسر تو اِسکے بس مین ہوگئے تھے اپنی میم اور بچون کو بھی اِسکے حوالہ کر دیا۔ دسوین کو تنگ تاریک گھاٹ مین جو شاید دس فیٹ بھی چوڑا نہین ہے نام ہی اُسکا تنگ اور تاریک ہے اتنے آدمی مارے گئے کہ اب کل ڈھ سو سفر سوار سپاہی اور گولہ انداز اور چار ہزار بہیر کے آدمی باقی رہ گئے۔ سو یہ بارھوین اور تیرھوین کو جگدلک اور گندمک کے گھاٹون مین تمام ہوئے قصہ کوتاہ ساڑھے سولہ ہزار آدمیون مین جو کابل سے چلے تھے صرف ایک ڈاکٹر برائڈن صاحب جیتے جاگتے جلال آباد پہونچے گویا اِس

تباہی کی خبر پہونچاتے کوچ رہے تھے۔ جلال آباد مین اور ہی قسم کا افسر تھا۔ وہ اصلی سپاہی سررابرٹ سیل بہادر تھا۔ روپیہ رسد گولہ بارود سپاہی جو کچھ لڑائی کا سامان ہے سب کم تھا مگر دل کا وہ بہت دلیر تھا۔ کابل والے افسرون کا حکم جو قلعہ خالی کر دینے کا پہونچا کچھ بھی خیال مین نہ لایا۔ اور اکبر خان سے مقابلہ کرنے کا منصوبہ تھا نا جو چال سے قلعہ کی دیوار بھی گر پڑی۔ تو اُسے دیکھتے ہی دیکھتے پھر بنالی۔ رسد گھٹ گئی۔ تو گھوڑون کے گوشت سے لوگون کی بھوک بجھائی۔ پر قلعہ نہ چھوڑا اکبر خان نے چھ ہزار فوج لیکر اُس قلعہ پر حملہ کیا پر سررابرٹ سیل برابر اُسکا دانت کھٹا کرتا رہا۔ اِدھر قندھار کو جنرل ناٹ دبائے رہا۔ بہتیرے بلوائی اِسکے گرد جمع ہوئے وہ سب کو پٹکارتا رہا غزنین مین کرنل پامر تھا۔ اگر وہ شہر مین کسی کو رہنے نہ دیتا کچھ نہوتا۔ لیکن وہ شہر والون پر رحم کر گیا برف کے موسم مین انھین باہر نکالنا انصاف نہ سمجھا اور یہی اِسکے حق مین زہر ہوا۔ شہر والون نے شہر پناہ توڑ کر بلوائیون کو بھیتر گھسا لیا۔ کرنل پامر قلعہ مین بند ہوا قلعہ مین رسد کی تنگی تھی ایندھن بھی موجود نہ تھا۔ برف دو دو فیٹ پڑ گئی تھی۔ ناچار کرنل پامر نے وہان کے تمام سردارون سے اِس بات کی

قسم لیکر کہ جبتک برف سے راہ بند ہے سرکاری سپاہ شہر مین رہے اور راہ کھلنے پر سردار لوگ اُسے حفاظت سے پشاور تک پہونچا وین قلعہ خالی کردیا لیکن جب بلوائی دوسرے ہی دن اُنپر حملہ کرنے لگے سپاہیون نے گھبرا کر رات کے وقت شہر پناہ مین چھید کیا اور سب کے سب باہر نکل پڑے انھین یہ خیال تھا کہ پشاور پچیس ہی تیس کوس ہے دھاوا مارکر چلے جاوینگے لیکن برف مین قدم کب اُٹھ سکتا تھا صبح ہوتے ہی سب کے سب مارے اور پکڑے گئے انگریزون نے اپنے تئین پھر نئی قسمین لیکر سردارون کے حوالہ کردیا۔

لارڈ ایلنبرا

۱۸۴۲ء اس عرصہ مین لارڈ آکلینڈ ولایت چلا گیا۔ اور لارڈ ایلنبرا آخر فروری مین اُسکی جگہ گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا۔ لارڈ آکلینڈ نے جانے سے پہلے جلال آباد والون کی کمک کے لیے پشاور مین فوج جمع ہونے کا حکم جاری کردیا تھا لیکن اب ایک دفعہ پھر کابل تک جانا اور افغانون کو سرکاری فوج کا زور دکھلادینا بہت مناسب سمجھا گیا۔ یہ فوج اپریل مین جنرل پالک کے ساتھ پشاور سے کابل کی طرف روانہ ہوئی پالک صاحب

گھاٹون مین پہلے ہی سے کچھ کمپنیان پلٹنون کی دو طرفہ پہاڑون پر چڑھا دیتے تھے۔ اس باعث افغان اوپر سے گولیان نہین چلا سکتے تھے۔ اگر چلانے کو جمع بھی ہوتے سرکاری سپاہی اُنکی خوب خبر لیتے تھے۔ سولھوین اپریل کو جلال آباد مین داخل ہوئے۔ قلعہ والون کے گویا سوکھے ہوے کھیت پھر لہلہائے اگست تک فوج اسی جگہ ٹھہری رہی۔ اگست مین پھر آگے بڑھی۔ راستہ مین اکبر خان نے سولہ ہزار افغانون کے ساتھ سرکاری فوج کا مقابلہ کیا لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ بھاگنا پڑا۔ پندرھوین ستمبر کو سرکاری فوج کابل مین داخل ہوئی اور سولھوین کو بالا حصار پر سرکاری نشان چڑھایا شاہ شجاع کو نواب زمان خان کے بڑے بیٹے نے مارچ ہی مہینے مین مار ڈالا تھا شجاع بالا حصار سے نکلکر اسکے ساتھ اپنے لشکر کی طرف جاتا تھا اسنے راستے مین اُسپر دونالی بندوق چلادی۔ بس اب سرکاری فوج کو صرف اپنے قیدیون کی رہائی باقی رہ گئی۔ سوا اسکے اور کچھ بھی افغانستان مین کام نہ تھا اُدھر سندھ سے کچھ فوج لیکر جنرل انگلینڈ جنرل ناٹ کی کمک کو قندھار پہونچگیا لیکن جنرل ناٹ نے بہت سے آدمی جنرل انگلینڈ کے ساتھ سندھ کو لوٹا دیے۔

صرف تھوڑے سے چنے ہوئے سپاہی لیکر جنرل پالک سے شامل
ہونے کے لیے کابل کی طرف کوچ کیا۔ وہ بھی کہتا تھا کہ ایک ہزار
سرکاری سپاہی پانچ ہزار افغانون کے بھگانے کو بہت کافی ہین
ندان جنرل ناٹ بھی لڑتا افغانون کو ہر طرف مارتا بھگاتا رستہ مین
غزنین کا قلعہ توڑتا پھوڑتا محمود غزنوی کے مقبرہ سے سومنات کے
صندلی کواڑ لیتا سترھوین ستمبر کو کابل مین آداخل ہوا۔ اکبر خان نے
تمام انگریز میم اور بابا لوگون کو جو اسکے قابو مین تھے ایک افغان
صالح محمد خان کے ساتھ بامیان کی طرف بھیجدیا تھا اسکا ارادہ تھا
کہ انھین تحفہ کے طور پر غلامی کے لیے تورانی سردارون کو بانٹ
دے لیکن صالح محمد اپنے ملگیا بیس ہزار نقد اور ہزار روپیہ ماہواری
پنشن کے وعدے پر صحیح و سالم سرکاری فوج مین پہونچا دیا
جنرل الفنسٹن مرگیا تھا تو بھی سواے صاحب لوگون کے لیڈی
سیکناٹن اور لیڈی سیل سمیت تیرہ میم اور انیس لڑکے ان قیدیون
مین تھے ندان ان قیدیون کو لیکر سرکاری فوج فتح فیروزی
کے نشان اڑاتی فیروزپور چلی آئی۔ گورنر جنرل نے دوست محمد خان کو
بھی چھوڑ دیا سرکار کا اس لڑائی مین کم سے کم سترہ کرور
روپیہ خرچ پڑا۔

سنہ ۱۸۳۲ء سندھ کے امیرون سے سنہ ۱۸۳۲ء مین سرکار کا یہ عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ سندھ ندی کی راہ سرکاری آدمی بنیک آوین جاوین لیکن نہ کوئی جنگی جہاز اسمین لاوین اور نہ لڑائی کا سامان اُدھر سے
سنہ ۱۸۳۸ء کہین کو لیجاوین سنہ ۱۸۳۸ء مین یہ بھی ٹھہر گیا کہ ایک سرکاری رزیڈنٹ وہان رہا کرے۔ لیکن جب سرکار کو معلوم ہوا کہ یہ امیر ایران کے بادشاہ سے خط کتابت کرتے ہین لارڈ آکلینڈ نے سرکاری فوج کابل جانے کے وقت اُنسے ایک عہدنامہ اس مضمون کا لکھوا لیا کہ کچھ کسی قدر سرکاری فوج اُنکے علاقے مین رہا کرے اور اُسکا خرچ اُنھین کے ذمہ رہے۔ امیر اسپر بھی اپنی حرکت سے باز نہ آئے کابل کی لڑائیون مین سرداسکے دشمنون سے سازش کرنے لگے اور سرکار کو یہ بھی خبر پہونچی کہ سندھ ندی پر
سنہ ۱۸۴۲ء عہدنامہ کے خلاف محصول لگاتے ہین ندان سنہ ۱۸۴۲ء مین لارڈ ایلنبرا نے اُنسے اِس مضمون کا عہدنامہ طلب کیا کہ فوج خرچ کے بدل وہ کچھ ملک سرکار کی نذر کرین اور سکہ سرکار کا جاری کرین اور جو دھوین کی ناؤ سندھ ندی مین چلین اُنکے لیے جلانے کو لکڑی دین نہ دین تو ناؤ والے جہان جو پیڑ پاوین کاٹ لین۔

امیرون نے اس عہدنامہ پر بھی مُہر کردی لیکن اُنکے بلوچی سردار اس بات سے بہت ناخوش ہوئے میجر اُٹرم وہان رزیڈنٹ تھا اور سر چارلس نیپر وہان کے انتظام کے لیے کچھ فوج لیکر سندھ کی دارالحکومت حیدر آباد کے پاس پہونچ چکا تھا امیرون نے میجر اُٹرم سے صاف کہدیا کہ سر چارلس نیپر اگر حیدر آباد کی طرف بڑھیگا بلوچی بلوہ کرینگے سر چارلس نیپر کب رُکنے والا تھا۔

۱۸۴۳ء پندرھوین فروری کو بلوچیون نے بلوہ کیا اور رزیڈنٹ کو جا گھیرا رزیڈنٹ تو اپنے آدمیون سمیت ندی مین دھوئین کی ناؤ پر چلا گیا لیکن اسباب کا بہت نقصان ہوا۔ جب سر چارلس نیپر حیدر آباد سے تین کوس پر میانی مین پہونچا دیکھا کہ امیرون کی فوج بیس ہزار سے زیادہ بہت مضبوطی کے ساتھ پڑی ہے اُسکی سپاہ تین ہزار سے بھی کم تھی لیکن شیر کیا گیدڑون کی گنتی سے ہچکتا ہے۔ فوراً حملہ کردیا۔ سخت لڑائی ہوئی امیرون کی فوج نے شکست کھائی۔ پانچہزار کھیت رہے باقی بھاگ گئے سرکاری کُل باسٹھ آدمی کام آئے۔ لڑائی کے بعد چھ امیرون نے اپنے تئین سر چارلس نیپر کے حوالہ کردیا۔ اور وہ فتح فیروزی کے ساتھ

حیدرآباد مین داخل ہوا۔ دوسرے مہینے مین سرچارلس نیپرنے
اسی طرح ڈبا کی لڑائی مین میرپور کے امیر کو شکست دے کر
میرپور مین دخل کیا۔ اور کچھ سوار سپاہی بھیجکر امرکوٹ کا
مضبوط قلعہ لے لیا۔ جو کوئی امیرون مین سے اِدھر اُدھر
بچ رہا تھا دھیرے دھیرے ہر ایک سرکار کی قید مین
چلا آیا۔ اور سندھ بالکل سرکاری عملداری مین
شامل ہوگیا۔

اِسی سال کے اندر گوالیار مین دولت راو سیندھیا کا
جانشین جنکوجی راو سیندھیا بے اولاد مر گیا۔ اُسکی رانی تارابائی
نے جو خود تیرہ برس کی تھی ایک اپنا رشتہ دار لڑکا آٹھ برس کا
جیاجی راو گود لیکر اُسے گدّی پر بٹھا دیا صاحب رزیڈنٹ کی
صلاح سے مہاراج کا ماموں یعنی ماما صاحب راج کا کام
انجام دینے لگا۔ لیکن دادا خاصگی والے نے رانی سے ملکر
ماما صاحب کو نکلوا دیا اور کام سب اپنے ہاتھ مین لیا۔
صاحب رزیڈنٹ نے یہ حال دیکھکر دھولپور کی عملداری مین ڈیرہ جا کیا
سیندھیا کی فوج مین کچھ پھوٹ پڑی کچھ فوج تو دادا خاصگی والے
کی طرف تھی اور کچھ بائی صاحب کی طرف دو دن تک آپس مین

گولے چلتے رہے۔

آخر رانی نے فوج کو آپس کی لڑائی سے روکا۔ واداخاگی والا قید کرکے آگرہ بھیجا گیا۔ اور باپو سیتولیا دیوان ہوا۔ اِس عرصہ میں گورنر جنرل کا لشکر گوالیار کی سرحد پر پہونچ گیا تھا لارڈ ایلنبرا نے ایسا اچھا موقع اِس گوالیار کی طرف کا کھٹکا مٹانے کا ہاتھ سے جانے دینا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اُدھر پنجاب میں بھی فساد اُٹھنے والا معلوم ہوتا تھا گوالیار والوں سے صاف کہلا بھیجا کہ اگر صلح رکھنی منظور ہے تو گوالیار میں سرکاری کنٹنجنٹ کی فوج بڑھا دو۔ اور اُسکے خرچ کے لیے کچھ علاقے سرکار کے حوالے کرو۔ اور پھر ساتھ ہی اس مضمون کا اشتہار دے کر کہ سرکاری فوج مہاراج کی حفاظت کے لیے آئی ہے گوالیار کی طرف کوچ کیا۔ اُنتیسویں دسمبر کو مہاراج پور اور پنیر میں سیندھیا کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ خوب سخت لڑائی ہوئی۔ سیندھیا کی فوج نے ہر طرف سے شکست کھائی۔ پانچویں جنوری کو گورنر جنرل گوالیار میں داخل ہوئے سیندھیا نے نیا عہدنامہ لکھدیا کہ جبتک وہ اٹھارہ برس کا ہو کام راج کا رزیڈنٹ کی صلاح کے مطابق اہلکار انجام دیں کنٹنجنٹ کی فوج بڑھا دیجائے۔ اسکے خرچ کے لیے

سنہ ۱۸۴۴ع

کچھ علاقہ سرکار جدا کرے مہاراج کی سپاہ نو ہزار سے کبھی زیادہ
نہونے پاوے اور توپ بارہ جنگی اور کل بیس ایسی ویسی ہین۔
لارڈ ایلنبرا گوالیار کی مہم طے کرکے کلکتے مڑ گیا لیکن وہان ولایت
سے اُسکی بدلی کا حکم آیا اُسکی جگہہ پر سر ہنری ہارڈنگ گورنر
جنرل مقرر ہوا۔

سر ہنری (لارڈ) ہارڈنگ

رنجیت سنگھ لارڈ آکلینڈ کی ملاقات کے بعد ہی بیمار پڑا۔ اور
۱۸۳۹ء ستائیسوین جون کو (۱۸۳۹ء) شام کے وقت ہوش حواس کے
ساتھ اٹھاون برس کی عمر مین پرلوک کو سدھارا۔ حقیقت مین
اس آخری زمانے کے درمیان اس ملک مین یہ بہت بڑا اور نامی آدمی
ہو گذرا اسکا دادا چیت سنگھ سوکرچک نام گانوُن کے رہنے والے
بوُدھ سنگھ سانسی جاٹ کا بیٹا گوجرانوالہ مین ایک
کچی گڑھی سی بنا کر رہا کرتا تھا۔ اور کام پڑنے سے پچیس سو سوار
جمع کرسکتا تھا۔ رنجیت سنگھ نے اپنا ملک سندھ کی سرحد سے
چین کی عملداری تک پہونچا دیا۔ اور خیبر کے گھاٹ سے ستلج تک
بالکل اپنے قبضہ مین کرلیا۔ اسمین سے کچھ اوپر کروڑ روپیہ کا
لوگون کو جاگیر اور معافی مین دے رکھا تھا۔ اور باقی کی آمدنی کا

تخمیناً ڈیڑھ کرور روپیہ اُسکے خزانہ مین آتا تھا۔ مرتے وقت اُسنے
وان پُن بھی خوب کیا۔ کرور روپیہ سے زیادہ جس روز وہ مرنے کو تھا
اُسی روز خیرات ہوا۔ اور تماشا یہ کہ لکھنا پڑھنا وہ کچھ نہین جانتا تھا
صرف نام بھر لکھ سکتا تھا۔ اور آنکھ بھی ایک ہی رکھتا تھا ایک
سیتلا مین جاتی رہی۔ لیکن آدمی کی پہچان بھگوان نے اُسے
ایسی دی۔ کہ بکرم بھوج اور اکبر کے بعد شاید اسی کے دربار مین
نورتن گنے جا سکتے تھے۔ جب اسکی لاش کو گنگا جل سے
نہلا کر چندن کے بیان پر جو سونے کے پھولون سے سجا ہوا تھا
جلانے کو لے چلے چار رانیان اچھی سی اچھی پوشاکین اور زیور پہنے
ہوے اُسکے ساتھ گئین۔ رانی کندن راجپوت راجہ سنسار چند
کانگڑے والے کی بیٹی مہاراج کا سر گود مین لیکر چتا پر بیٹھ گئی باقی تینون
خمین دو سولہ سولہ برس کی نہایت خوبصورت تھین پانچ سات
لونڈیان ساتھ اسکے چوگرد جا بیٹھین۔ ان سب کے چہرون پر رنج کا
نشان کچھ بھی نہ تھا بلکہ خوشی کا اثر معلوم ہوتا تھا عجب ایک
سمان دیکھنے والون کے دل کو قلق دلانے کا تھا۔ ندان چتا مین
آگ لگا دی گئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ راکھ کی ڈھیری ہوگئی
کہتے ہین کہ جب چتا جلتی تھی ایک ٹکڑا بادل کا نمودار ہوا

اور کچھ بوندین پانی کی برس گیا۔ گویا خود آسمان مہاراج کے مرنے سے رو دیا۔

رنجیت سنگھ کے بعد اُسکا بیٹا کھرگ سنگھ اُسکی گدّی پر بیٹھا کھرگ سنگھ اپنے باپ کے پُرانے وزیر راجہ دھیان سنگھ سے کسی سبب ناراض ہو گیا دھیان سنگھ نے اُسکے بیٹے نونہال سنگھ کو ایسا اُبھارا۔ کہ اُسنے کھرگ سنگھ کو نظر بند کر لیا اور راج کاج سب آپ کرنے لگا۔ کھرگ سنگھ تھوڑے ہی دنون مین بیمار ہو کر مر گیا۔ کون جانے زہر دیا یا علاج ہی بُرا کیا ہو جب اُسے جلا کر نونہال سنگھ گھر کی طرف پھیرا۔ راستہ مین ایک دروازہ ٹوٹ کر ایسا اُسپر گرا کہ وہ بھی اپنے باپ کے پاس سدھارا اُسکے ساتھ راجہ دھیان سنگھ کا بھتیجا میان اُتّم سنگھ بھی وہان کام آیا کہتے ہین کہ یہ سارا کرتوت دھیان سنگھ اور اُسکے بھائی گلاب سنگھ کا تھا لیکن دروازہ گرنے کا اصلی سبب آجتک کسی کو نہین معلوم ہوا۔ سکھون نے اپنے دستور بموجب کھرگ کی رانی چند رکنور کو ملک کا مالک بنایا۔ اور گلاب سنگھ بھی اُسی کی جانب رہا۔ لیکن دھیان سنگھ نے فوج کو کھرگ سنگھ کے بھائی شیر سنگھ سے ملا دیا۔ چند رکنور قلعہ مین بند ہوئی فوج نے چارون طرف سے گھیر لیا۔ پانچ دن تک دونون طرف سے

خوب گولا چلا - گلاب سنگھ بھیتر دھیان سنگھ باہر تھا - جی مین دونون
ایک لوگون کے دکھلانے کو یہ سوانگ رچا تھا - آخر اس بات پر
صلح ٹھہری کہ شیر سنگھ گدّی پر بیٹھے - چندر کنور کو نو لاکھ کی جاگیر دے
اُسے کبھی اپنی رانی بنانے کا ارادہ نہ کرے - اور گلاب سنگھ اپنی
فوج سمیت نشان اُڑاتا قلعہ سے باہر چلا جاوے کوئی کچھ روک ٹوک
نہ کرے - کہتے ہین کہ گلاب سنگھ نے اپنی سولہ توپون کی سولہ پیٹیان
ایک ایک توپ کے لیے تیس تیس کارتوس رکھکر باقی بالکل روپیون
سے بھرین اور پانسو توڑے اشرفیون کے اپنے پانسو جوانون کے
ہاتھ مین تھما دیے جواہر جسقدر ہاتھ لگا اپنی اردلی کے گھوڑچڑھون کو
سپرد کیا - اور بھی بہت سا قیمتی اسباب لیا - قلعہ سے نکلکر شاہ درے
کے نزدیک ڈیرا کیا - پھر کچھ دنون بعد شیر سنگھ سے رخصت لیکر
اپنی جاگیر جمون کی طرف چلا گیا - دھیان سنگھ نے یہ سمجھا کہ
شیر سنگھ کو مین نے ہی گدّی پر بٹھایا - اور شیر سنگھ نے یقین جانا
کہ جب تک دھیان سنگھ رہیگا مین نام ہی کا مہاراج ہون یہ
بالکل اختیار اپنے ہاتھ مین رکھیگا - مجھے ہر طرح سے دھکا دے
اور دبا دیگا - دلون مین فرق آیا - ایک کو دوسرے کی طرف سے
کھٹکا پیدا ہوا - سندھان والون نے اس قابو کو اپنا

دلی مطلب پورا کرنے کے لیے بہت غنیمت پایا۔ رنجیت سنگھ کی اولاد کے بعد گدی کا حق یہ اپنا سمجھتے تھے۔ اور شیر سنگھ سے ناراض بھی ہو رہے تھے۔ ایک روز لہنا سنگھ اور اجیت سنگھ دونون سندھان والے بھائیون نے اکیلے مین مہاراج کے پاس جاکر یہ گل کترا کہ پرتھوی ناتھ ہمکو دھیان سنگھ نے آپ کی جان لینے کے لیے بھیجا ہے۔ اور اس خدمت کی عوض ساٹھ لاکھ روپیہ کی جاگیر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور اسکا ارادہ ہے کہ آپ کو مار کر دلیپ[1] سنگھ کو گدی پر بٹھاوے۔ اور جب تک وہ بڑا ہو ریاست کا کام بے کھٹکے آپ کیا کرے۔ لیکن ہمنے اپنے نمک کی شرط سے ادا ہونے کے لیے آپ کو اس بیوفا وزیر کے بد ارادون سے اچھی طرح جتا دیا آگے آپ مالک ہین شیر سنگھ اس بات کے سننے سے ذرا بھی نہ گھبرایا اور اپنی تلوار دونون سندھان والے سردارون کے سامنے رکھکر بولا کہ اگر تم میرے مارنے کو آئے ہو تو لو مین اپنی تلوار دیتا ہون تم بیشک مجھکو مار ڈالو۔ مگر یاد رکھو کہ جسطرح اب وہ تمسے مجھے قتل کرواتا ہے بہت روز نہ گذرینگے کہ تمھین بھی قتل کروا ڈالیگا سندھان والون نے عرض کیا مہاراج ہم تو آپ کو مارنے کو

[1] دلیپ سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا [illegible] [illegible] ۱۸۰

نہین بچانے کو آئے ہین۔ لیکن ایسے نمکحرام وزیر کو لو اب چھوڑنا
مناسب نہین۔ غرض سندھان والون نے شیر سنگھ سے دھیان سنگھ
کے مارنے کی اجازت لکھوالی اور وہان سے یہ کہکر رخصت ہوئے
کہ اب ہم اپنی جاگیر پر جاتے ہین وہان سے اپنے سپاہیون کو لیکے
حاضری دینے کے بہانے آپ کے پاس آوینگے۔ اب اسوقت
دھیان سنگھ کو ہمارے سپاہیون کی موجودات لینے کے لیے
حکم دیجیے گا۔ ہمارے سپاہی اُسکو اور اُسکے بیٹے ہیرا سنگھ دونون کو
گولی سے ماردینگے۔ پھر یہ لوگ دھیان سنگھ کے پاس گئے اور
اُسکو وہ کاغذ دکھلایا جو شیر سنگھ نے اُسکے مارنے کے لیے لکھدیا تھا
دھیان سنگھ بہت گھبرایا لیکن جب سندھان والون نے اقرار کیا
کہ تیرے لیے ہم مہاراج ہی کو مار ڈالینگے تب تو اُسنے انکے ساتھ
بہت سے وعدے کیے۔ اُنھون نے یہان مہاراج کے
مارنے کی بھی وہی حکمت ٹھہرائی کہ جو مہاراج کے سامنے دھیان سنگھ
کو قتل کرنے کے لیے ٹھہرائی تھی۔ ندان دوسرے روز
سندھان والے اپنی جاگیر کو گئے اور تھوڑے ہی دنون مین
وہان سے پانچ چھ سو سوار اچھے مستعد ہتھیار وبند مین ڈوبے ہوئے
مرنے مارنے والے آئے دھیان سنگھ تو اُن دنون بیماری کا

بہانہ کرکے اپنے گھر بیٹھ رہا تھا۔ اور مہاراج باغون کی سیر مین
مشغول تھے۔ وہ تاریخ مہینے کی پہلی تھی۔ اسلیے دربار نہ تھا
مہاراج کشتی دیکھکر پہلوانون کو انعام اور رخصت دے رہے تھے
کہ یکبارگی سندھانوالون نے آکر واہ گروجی کی فتح سنائی۔
مہاراج بہت مہربانی سے اُنکی طرف متوجہ ہوے۔ اجیت سنگھ
نے ایک دونالی بندوق جسکی ہر ایک نلی مین دو دو گولیان بھری
تھین پیش کرکے ہنستے ہوے یہ بات کہی۔ کہ مہاراج دیکھو چودہ سو
روپیہ مین کیسی سستی ایک عمدہ بندوق مین نے لی ہے۔ اب
اگر کوئی تین ہزار بھی دیوے تو مین اسکو نہین دینے کا۔ اور
جب مہاراج نے بندوق لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا اجیت سنگھ نے
اُنکی چھاتی پر بیجاکر اُسے چھونک دیا۔ شیر سنگھ گولیون کے لگتے ہی
بیدم ہوکر گر پڑا۔ صرف اتنا ہی زبان سے نکلنے پایا ”یہ کی دغا“
قاتل مہاراج کا سر کاٹ کر اُس جگہ پہونچے جہان مہاراج کا بڑا
بیٹا تیرہ چودہ برس کا کنور پرتاب سنگھ تھا۔ لہنا سنگھ سندھان
والے نے تلوار اُٹھائی کنور اُسکے پیرون پر گر پڑا۔ اِس سنگدل نے
ایک ہی جھٹکے مین اُسکا کام تمام کیا اجیت سنگھ تو اُسی دم تین سو
سوار اور دو سو پچاس پیدل لیکر لاہور کی طرف دوڑا۔ اور لہنا سنگھ

لہ یعنی [illegible]

باقی دو سو سواروں کے ساتھ دھیرے دھیرے اُسکے پیچھے
روانہ ہوا۔ آدھے راستہ پر دھیان سنگھ بھی جو شیر سنگھ کے پاس
جاتا تھا۔ اجیت سنگھ کو ملگیا۔ اجیت سنگھ نے اُسے روکا اور کہا کہ
کام بالکل خاطرخواہ انجام ہوا۔ اب آپ قلعہ مین چل کر بندوبست
فرمائیے۔ اور اپنے وعدون کو پورا کیجیے۔ جب یہ لوگ قلعہ کے
اندر پہونچے۔ اجیت سنگھ کا اشارہ پاکر ایک سپاہی نے راجہ دھیان سنگھ کو
گولی ماری۔ اجیت سنگھ نے شہر مین منادی کرائی کہ دلیپ سنگھ مہاراجہ ہے
اور لہنا سنگھ سندھان والا اُسکا وزیر ہوا۔ دھیان سنگھ کا بیٹا راجہ
ہیرا سنگھ سندھان والون کے قابو مین نہ آیا۔ فوج کو اپنی طرف کرلیا
سو ضرب توپین لیکر قلعہ جا گھیرا تمام رات توپین چلتی رہین سورج
نکلتے ہی ہیرا سنگھ نے قسم کھائی کہ جب تک مین اپنے باپ کے
مارنے والون کو مرا ہوا نہین دیکھونگا کھانا پینا حرام ہے رانی بھی
دھیان سنگھ کی لونڈیون سمیت ستی ہونے کے لیے اس عرصہ مین
چتا پر چڑھنے کو تیار تھی ہیرا سنگھ نے سپاہیون سے پکار کر کہا کہ
رانی تب ستی ہوویگی جب اُسکے مالک کے مارنے والون کا سر
کاٹ کر اُسکے پیرون مین رکھا جاویگا۔ فوج اس بات کے سنتے ہی
جوش مین آئی۔ دیوار ٹوٹ گئی تھی قلعہ پر ہلا کر دیا۔ اور

بات کی بات مین اندر جا داخل ہوے اجیت سنگھ کا سر کاٹ کے
دھیان سنگھ کی رانی کے پیرون مین رکھا وہ اُسے دیکھکر نہایت
خوش ہوئی اور پھر دھیان سنگھ کی کلغی ہیرا سنگھ کی پگڑی مین لگا کر
آپ تیرہ عورتون سمیت ستی ہوگئی لہنا سنگھ سندھان والا مارا گیا
فوج لین کو چلی گئی۔ دلیپ سنگھ مہاراج اور ہیرا سنگھ وزیر کے
نام سے ڈونڈی پھری۔ تھوڑے ہی دنون کے بعد راجہ
ہیرا سنگھ اور اُسکے معتمد پنڈت جلا کی بعضی باتین ایسی ظاہر سنہ ۱۸۴۴ء
ہونے لگین کہ فوج کا دل اُنسے ہٹ گیا۔ ہیرا سنگھ نے وزارت
چھوڑکر جمون کی طرف بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ اور فوج کی
قواعد دیکھنے کے بہانے سے شہر کے باہر نکلا۔ مگر شاہدرے سے
پانچسو قدم بھی آگے نہ بڑھا ہوگا کہ سکھ سوارون نے پہونچکر گھیرلیا
اور یہ کہا کہ تو پنڈت جلا کو ہمارے حوالے کردے لیکن پنڈت نے
اپنی جان بچانے کے لیے آگے ہی بڑھنے کا اشارا کیا اور سکھون کا
کہنا کچھ بھی نہ سننے دیا۔ جب دس بارہ کوس نکل گئے اور دن ڈھلے
وہ پھر کے آیا قسمت کا مارا پنڈت جلا گھوڑے سے گر پڑا سکھون نے
اُسی دم اُسے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ ہیرا سنگھ پیاس کی شدت سے
پانی پینے کے لیے ایک گانون مین اُترا سکھون نے گانون میں آگ

لگادی اور ہیرا سنگھ کو اُسی جگہ قتل کیا ہیرا سنگھ کا سر لاہوری دروازے پر لٹکا یا گیا۔ اور پنڈت جلا کا سر تمام شہر مین پھرانے کے بعد کتون کو کھلا یا گیا۔ ندان ہیرا سنگھ کے مارے جانے پر دلیپ سنگھ کا ماموں جواہر سنگھ وزیر ہوا۔ لیکن اُسی عرصہ مین کنور پشورا سنگھ نے بگڑ کر اٹک کا قلعہ جا دبایا۔ جواہر سنگھ کے آدمیون نے پہلے تو دم دلاسا دے کر اُسے قلعہ سے باہر نکالا اور پھر رات کے وقت مار کر اٹک کے دریا مین ڈوبا دیا۔ کنور پشورا سنگھ مہاراج رنجیت سنگھ کے لڑکون مین سے تھا۔ بہادری کے باعث فوج کا پیارا تھا اسکے مارے جانے کی خبر ظاہر ہوتے ہی تمام سپاہ کے دل مین غصہ کی آگ بھڑک اُٹھی اکیسوین ستمبر ۱۸۴۵ء کو سارا لشکر دہلی دروازہ کے نزدیک آپڑا۔ ندان جب جواہر سنگھ نے دیکھا کہ جان نہین بچتی مہاراج دلیپ سنگھ کو گود مین لیکر ہاتھی پر سوار ہوا اور اپنی بہن یعنی دلیپ سنگھ کی ماں رانی جنداں کو بھی جدا ہاتھی پر سوار کرا کر اپنے ساتھ لیا۔ لیکن جب سواری فوج کے مقابل پہونچی سپاہیون نے اُسکے ہاتھی کو روکا اور فیلبان کو دھمکا کر زبردستی بٹھوا دیا۔ مہاراج کو اُسکی گود سے چھین لیا اُسکا کام گولی اور سنگینون سے اسی جگہہ تمام کیا۔ اِس وزیر کے مرنے پیچھے

۱۸۴۵ء

پنجاب کے درمیان پوری بدعملی پھیل گئی۔ اور پھر وہان کوئی اور وزیر مقرر نہوا۔ رانی چنداکا صلاح کار راجہ لال سنگھ رہا۔ بالکل کام کاج اسی کے کہنے مطابق ہونے لگا پر اختیار سب بات مین فوج کا تھا۔ اور فوج کو اسقدر سامان لڑائی کا موجود ہوتے ہوتے بے شغل خالی بیٹھے رہنا پسند نہ تھا بیٹھے بٹھائے جیسے کسی کا سر کھجلاتا ہے خواہ مخواہ سرکار انگریز بہادر سے لڑنا بچارا۔ بہت لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ منصوبہ اِس لڑائی کا رانی اور سردارون نے اُٹھایا تھا۔ اور فائدہ اسمین یہ سوچا تھا کہ اسطرح تو فوج لاہور مین کبھی چپ چاپ نہین بیٹھی رہیگی جیسے اتنے راجہ اور سردارون کو مارڈالا اب جو باقی رہ گئے ہین اُنکے خون سے دل بہلاوینگی۔ اِس سے بہتر یہی ہے کہ یہ لوگ انگریزون سے لڑین۔ اگر سکھون کی فتح ہوئی تو بنتیک یہ کلکتہ تک انگریزون کا پیچھا کرتے ہوئے چلے جاوینگے جلد لاہور کو نہ پھرینگے۔ اور جو انکی شکست ہوئی اور انگریزون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ تو صاحبان عالیشان کسی کی جان کے خواہان نہین سب کی پنشن مقرر ہوجاویگی۔ گوالیار کی نظیر بہت دلپذیر تھی بچے ہوون نے اپنی جان کا بچاو اِسی مین دیکھا کہ فوج لاہور سے نکل جاوے۔ اور انگریزون سے لڑپڑے۔

ندا ان فوج کو انگریزون پر چڑھائی کرنے کا حکم جاری ہوگیا۔
لارڈ ہارڈنگ اِس بھروسہ پر کہ دونون سرکارون کے درمیان
صلح اور دوستی کا عہدنامہ برقرار و قائم تھا بالکل غافل رہا۔
یہانتک کہ راجہ لال سنگھ نے اپنے بائیس ہزار گھوڑچڑھے اور
چالیس توپون کے ساتھ تیسوین نومبر کو لاہور سے کوچ کیا۔ اور
سردار تیج سنگھ بھی سولھوین دسمبر کو فوج سمیت وہان سے چلکر
اُس سے آ شامل ہوا جبکہ گورنر جنرل کو خبر پہونچی کہ سکھون کی فوج
فیروزپور کے سامنے آن پڑی تو اُدھر سے بھی دوڑا دوڑ پلٹن اور
رسالون کا کوچ ہونا شروع ہوا۔ اور کنھا کی سرا کے ڈیرون سے
گورنر جنرل نے لڑائی کا اشتہار جاری کردیا۔ سکھون کی فوج جو اِس
پار اُتری تھی۔ اسّی ہزار سے کم نہ تھی۔ تیج سنگھ اور لال سنگھ دونون نے
چاہا کہ فیروزپور پر حملہ کرین لیکن فوج نے قبول نہ کیا۔ اُنکے دل مین یہ بات
سما رہی تھی کہ فیروزپور کے قلعہ مین انگریزون نے سرنگین کھود کر
باروت بچھا رکھی ہے جسوقت سکھ لوگ حملہ کرینگے باروت مین
آگ لگا دینگے۔ غرض کئی روز تک اسی طرح چپ چاپ فیروزپور
کے سامنے ڈیرہ ڈالے پڑے رہے۔ پر جب سُنا کہ انگریزی فوج کا
اُنکی طرف کوچ ہوا تو وہ بھی وہان سے انبالہ کی طرف روانہ ہوئے

سلہ انبالہ کے ایس ۱۲

اٹھارھوین دسمبر کو تیسرے پہر جب کہ راجہ لال سنگھ بارہ ہزار
سوار اور چالیس توپون کے ساتھ بڑھکر مدکی سے دو کوس کے
فاصلہ پر آن پہونچا انگریزی فوج بڑا لمبا کوچ طے کرکے مدکی مین
پہونچی تھی ابھی ڈیرے بھی کھڑے نہین ہوے تھے سپاہی لوگ ہاتھ منھ دھونے
اور روٹی پکانے کی فکر مین تھے۔ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف
دونون یہ خبر سنتے ہی اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوگئے اور لشکر مین
بگل لڑائی کا بجوادیا۔ جبدم انگریزی فوج جھپٹ کر سکھون سے
مقابل ہوئی گرد اڑنے کے سبب اپنا اور بیگانہ کوئی بھی نہین
سوجھتا تھا۔ سکھ لوگ جو پہلے ہی سے جھاڑیون کی اوٹ مین
چھپ رہے تھے فرصت کے ساتھ انگریزی سوارون کو اپنی
بندوق کا نشانہ بناتے تھے۔ جنرل سیل جلال آباد والے اور
کئی بڑے انگریز اس لڑائی مین مارے گئے۔ پر آخر انگریزون
کے سامنے سکھ لوگ کہانتک ٹھہر سکتے تھے گیدیون کی طرح
شیر کے سامنے سے بھاگنے لگے۔ اور کھیت صاحبان عالیشان
کے ہاتھ رہا۔ اکیسوین دسمبر کو انگریزی فوج نے سکھون کے
مورچون پر جو انھون نے پھیرو کے پاس جمائے تھے حملہ کردیا
اتنی رات کو بھی لڑائی ہوتی رہی اور پھر براڈفورٹ انبالہ کا

ایجنٹ اُسی لڑائی مین کام آیا۔ لیکن سویرا ہونے کے پہلے ہی
دشمنون سے وہان ایک بھی باقی نہ رہا۔ بہت سے تو اِسی جگہ
انگریزی سپاہیون کے ہاتھ سے کٹ مرکر مٹی مین ملے۔
اور جو باقی رہے سب کے سب ستلج کی طرف چلے سبرانون
کے پاس ہری کے پتن پر پہونچکر ڈیرا ڈنڈا تو اپنا ستلج کے دہنے
کنارے رکھا اور آپ لڑنے کے لیے ستلج کے بائین کنارے
رہے ستلج مین ناؤ کا پل بنا لیا تھا سرکاری فوج بھی اُسی جگہ اُنکے
مقابل جا پڑی۔ اور مہینے بھر سے اوپر دونون فوج اُسی طرح
بے لڑائی پڑی رہین۔ انگریز لوگ تو اپنے بڑے قلعہ شکن توپخانے
کے جسے انگریزی مین سیج ٹرین کہتے ہین پہونچنے کے انتظار مین تھے
اور سکھ لوگ اس بھروسے پر تھے کہ اب یہ دب کر صلح کر لینگے
اسی عرصہ مین جنرل سر ہاری اسمتھ نے لدھیانہ کے نزدیک
علی وال مین سردار رنجور سنگھ کو جسنے وہان کچھ سکھ جمع کیے تھے
مار ہٹایا۔ اور راجہ گلاب سنگھ تین ہزار آدمیون کے ساتھ
جمون سے لاہور مین داخل ہوگیا۔ ندان دسوین فروری
سنہ ۱۸۴۶ء ۱۸۴۶ء کو لوز کے تڑکے سرکاری فوج نے سکھون پر جو
اپنے مورچون کے اندر غافل پڑے ہوئے تھے حملہ کیا۔

[illegible]

اور تھوڑی دیر کی سخت لڑائی مین اُنکا پیر میدان سے اُکھاڑ دیا۔
ایسی گھبراہٹ کے ساتھ بھاگے کہ اُنکے ہجوم سے پُل بھی ٹوٹ گیا
آدھے سے زیادہ آدمی ستلج مین ڈوب کر مر گئے۔ غرض یہ
لڑائی بڑی بھاری ہوئی۔ اور اسی لڑائی کے ہارنے سے سکھون کی
خود مختار سلطنت جو رنجیت سنگھ نے اس محنت سے بنائی تھی
ہمیشہ کے لیے غارت ہوگئی۔ سرکاری فوج اُسی روز دوسرے
گھاٹ پُل باندھکر ستلج پار اُتری۔ اور پھر کوئی غنیم سامنے نہ رہنے
سے بافراغت منزل بمنزل لاہور کی طرف کوچ کرنے لگی کیسور کے
ڈیرون مین راجہ گلاب سنگھ گورنر جنرل کی خدمت مین حاضر ہوا
اور پھر للیانی کے ڈیرون مین مہاراج دلیپ سنگھ کو بھی لے آیا۔
بیسوین فروری کو سرکاری فوج کے ساتھ گورنر جنرل لاہور مین
داخل ہوئے اور نوین مارچ کو عام دربار مین مہاراج نے
اپنے سب سردارون سمیت آکر نئے عہدنامہ پر مہر و دستخط کیے
اس عہدنامہ کی رو سے لاہور کے بالکل علاقے جو ستلج اس پار
تھے۔ جالندھر۔ دوابہ سمیت سرکار کی عملداری مین آگئے
بیاسا سرحد ٹھہری۔ پچاس لاکھ روپیہ لڑائی کے خرچ کی بابت
مہاراج نے نقد ادا کیا۔ اور ایک کرور کے بدلے جمون و کشمیر

ہے دیا - کہ وہ سرکار نے پھر روپیہ لیکر مہاراجگی کے خطاب کے ساتھ گلاب سنگھ کو عنایت فرمایا -

جو بات رانی چندا اور اُسکے یار راجہ لال سنگھ نے گلاب سنگھ کو خراب کرنے کی سوچی تھی اُسی سے گلاب سنگھ کی ساری بات بنگئی - کیا قدرت ہے قادر مطلق و خالق برحق کی جسقدر تو بین لڑائی مین گئی تھین - بالکل سرکار کے حوالہ کردی گئین - نداں گورنر جنرل نے مہاراج اور مہارانی کے کہنے مطابق کچھ تھوڑی سی فوج لاہور مین رہنے دی - اور باقی سب اپنی چھاؤنیون کو روانہ ہوئی - اور یہ بھی ٹھہر گئی کہ سکھون کی فوج مین بیس ہزار سے زیادہ پیدل اور بارہ ہزار سے زیادہ سوار نہ رہین اور گورمنٹ کی اجازت بدون کوئی غیر ملک کے آدمی افسر نہ بنائے جاوین مہاراج گلاب سنگھ نے جب کشمیر مین اپنا قبضہ کرنے کے لیے آدمی اور سپاہی بھیجے وہان کے صوبہ دار شیخ امام الدین نے سب کو مار کر نکال دیا - اور کشمیر چھوڑنے سے انکار کیا لیکن لاہور کے ایجنٹ ہنری لارنس صاحب جب کچھ تھوڑی سی انگریزی فوج لیکر گلاب سنگھ کو دخل دلانے کے لیے پیر پنجال کے گھاٹے کے پاس جا پہونچے امام الدین اُنکے ساتھ لاہور چلا آیا -

اور کشمیر مین بخوبی گلاب سنگھ کا قبضہ اور دخل ہوگیا۔ امام الدین نے
گلاب سنگھ کو کشمیر نہ دینے کا سبب یہ بیان کیا۔ کہ راجہ لال سنگھ
وزیر نے کشمیر چھوڑنے کے لیے منع لکھ بھیجا تھا۔ بلکہ لال سنگھ کا
مہری خط بھی اس مضمون کا پیش کردیا۔ لال سنگھ اس قصور مین
وزارت سے موقوف ہوکر نظر بند رہنے کے لیے پہلے ڈیڑھ
اور پھر دو ہزار پنشن پر آگرہ بھیجا گیا۔ اور کاروبار ریاست کا
سردار تیج سنگھ سردار شیر سنگھ سردار شمشیر سنگھ سردار ندھان سنگھ
سردار عطر سنگھ سردار رنجور سنگھ دیوان دینا ناتھ اور خلیفہ نورالدین
کے سپرد ہوا۔ اس عرصہ مین میعاد سرکاری فوج کی لاہور مین
رہنے کی پوری ہوگئی تھی۔ اور نزدیک تھا کہ لاہور چھوڑکر ستلج اس پار
چلی آوے لیکن سردارون نے یہ بات نہونے دی۔ اور فوج رہنے
کے لیے سرکار سے بہت منت کی تب ناچار سرکار نے اُنکی عرض
قبول کرکے یہ تجویز ٹھہرائی کہ جبتک دلیپ سنگھ سولہ برس کا نہو
جتنی فوج سرکار ملک کی حفاظت کے لیے کافی سمجھے لاہور مین
رکھے۔ اور خرچ اُسکا بائیس لاکھ روپیہ سال لاہور کے خزانہ سے
ملا کرے۔ اور ملک کا بندوبست اور انتظام ایجنٹ بہادر کی
صلاح اور حکم مطابق ہوتا رہے۔ اور رانی چنداں کے گذارے کو

ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال نقد ٹھہر جاوے۔

رانی جِندا اختیار گھٹ جانے کے باعث روز بروز ہر طرح کے فساد اُٹھانے لگی۔ اور دلیپ سنگھ کو بھی بہکانے اور پھسلانے لگی۔ یہانتک کہ جسروز سردار تیج سنگھ کو راجگی کا خطاب دینا ٹھہرا تھا دلیپ سنگھ نے صاف انکار کر دیا کہ ہم اسکو راجگی کا تلک نہین کرینگے اور آخر جب سردارون نے دیکھا کہ رانی جِندا لاہور مین رہ کر مہاراج کو بھی خراب کریگی اور ملک مین فتور ڈالیگی صاحب ایجنٹ کی صلاح سے کے ساتھ گورنر جنرل کا حکم حاصل کیا اُسے اور پنشن گھٹا کر شیخوپورہ مین جو لاہور سے سولہ کوس کے فاصلہ پر ہے نظر بند کر دیا۔

لارڈ ڈلہوسی

۱۸۴۸ء لارڈ ہارڈنگ اٹھارھوین جنوری ۱۸۴۸ء کو ولایت چلے گئے اور اُنکی جگہ پر لارڈ ڈلہوسی گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے۔

۱۸۴۷ء ۱۸۴۷ء کے آخر مین دیوان مولراج ملتان کے ناظم نے لاہور مین آکر اپنی نظامت کا استعفا داخل کیا اور سبب اُسکا یہ بیان کیا کہ جمع بڑھ جانے اور پرمٹ کا بندوبست دوسری طرح پر ہو جانے سے اُسکو نقصان پڑا اور ملتانیون کا مُرافعہ یعنی اپیل لاہور مین

گھٹنے جانے سے اپنا اُنکا پہلا سا دباؤ باقی نہ رہا۔ ندان استعفا
منظور ہوا اور اگنیو صاحب اور لفٹنٹ انڈرسن صاحب اس مراد سے
ملتان بھیجے گئے کہ اِس صوبہ کو مولراج سے لیکر سردار کانھ سنگھ نئے
ناظم کے سپرد کردین۔ اڑھائی ہزار پیادے اور سوار اور چھ توپین
اُنکے ہمراہ تھین۔ انیسوین اپریل ۱۸۴۸ء کو جب دونون صاحبون
نے قلعہ کے اندر جاکر بخوبی ملاحظہ کرلیا۔ مولراج نے اُسکو اُنکے
سپرد کیا۔ وے گورکھائی پلٹن سے دو کپتانون کو قلعہ مین چھوڑکر باقی
آدمیون کے ساتھ اپنے ڈیرون کی طرف لوٹے۔ دیوان مولراج
اور سردار کانھ سنگھ دونون ساتھ تھے۔ قلعہ کے دروازے سے
باہر نکلتے ہی کسی سپاہی نے اگنیو صاحب کو برچھی اور تلوار سے
گھائل کیا اور پھر تھوڑی ہی دور آگے انڈرسن صاحب کا بھی یہی
حال ہوا۔ مجرم بھاگ گئے۔ صاحبون کو اُنکے آدمی اُٹھاکر ڈیرہ مین
لائے دوسرے دن صبح کو قلعہ سے انگریزی لشکر پر گولے چلنے لگے
شام تک انگریزی فوج کے سب لوگ مولراج سے جاملے۔ کل
پچیس تیس آدمی دونون صاحبون کے پاس رہ گئے۔ اکیسوین کو
مولراج کی فوج نے نکلکر اُنپر حملہ کیا اور دونون گھائل صاحبون کو
اُسی جگہہ مارڈالا۔ جب یہ خبر لاہور مین پہونچی اُسی دم کچھ فوج

شیر سنگھ کے ساتھ ملتان کو روانہ کی گئی - اور بہاولپور کے
نواب کو اور لفٹنٹ اڈوارڈس کو جو اُن دنون ہزارہ کی کمان
پر تھا اور فیروزپور کی فوج کو ہر طرف سے مدد کے لیے کوچ
کرنے کی تاکید ہوئی اسی عرصہ مین لاہور کے درمیان
رانی کے آدمیون نے سرکاری فوج کے کچھ سپاہیون سے
ملکر اسطرح کی سازش کی کہ ایک ہی دن وہان سب صاحب
لوگون کو زہر دین اور قتل کر ڈالین لیکن بھید کھلجانے کے
سبب رانی چندا تو چنار کے قلعہ مین قید رہنے کے لیے
بنارس بھیجی گئی اور اسکے آدمی گنگارام کہان سنگھ اور
گلاب سنگھ پھانسی دیے گئے - باقی مفسدون نے اپنے اپنے
قصور کے موافق سزا پائی - گورنر جنرل کا ارادہ تھا کہ
جاڑے تک یہ مہم ملتوی رہے - لیکن اقبال زبردست
کیون ایسا ٹالے ٹلے - لفٹنٹ اڈواردس جو سرحد پر تھا
بارہ سو جوان اور دو توپ لیکر سندھ اس پار اُتر آیا
اور کرنل کٹلینڈ کے ساتھ جو کچھ تھوڑی سی فوج ملتان
کی طرف جاتی تھی اور نواب بہاولپور کے یہان سے
جو کچھ تھوڑی سی فوج پہونچ گئی تھی شامل کرکے اٹھارھوین

جون کو کنیری کی لڑائی مین اور پہلی جولائی کو سادھوسین کی لڑائی
مین مولراج کو مار بھگایا مولراج ملتان کے قلعہ مین بند ہوا-
جنرل ہوئیش لاہور سے سات ہزار آدمی لیکر لفٹنٹ اڈوارڈس
کی مدد کو پہونچا اور سردار شیر سنگھ کو سکھون کی فوج کے ساتھ
ملتان جانے کا حکم ملا- اس عرصہ مین شیر سنگھ کا باپ سردار
چتر سنگھ جو ہزارہ کی کمان پر تھا مولراج کی جانب ہوگیا- اور
اٹک کا قلعہ لینا چاہا- چودھوین ستمبر کو سردار شیر سنگھ بھی اپنے
پانچہزار سکھون کے ساتھ مولراج کی طرف چلا گیا- ادھر
گرو مہاراج سنگھ نے کچھ سکھون کو جمع کرکے ہوشیار پور کے
پاس لوٹ مار مچادی اُدھر کانگڑے کے پاس کئی چھوٹے
چھوٹے راجا باغی ہوگئے گویا تمام پنجاب مین غدر مچا- شیر سنگھ کی
جماعت بڑھنے لگی لاہور کو کوچ کیا- کابل والون سے بھی سازش
ہونے لگی امیر دوست محمد خان نے آکر پشاور پر اپنا قبضہ کیا-
اور وہان کے ایجنٹ میجر لارنس کو ان مفسدون نے قید کرلیا-
اُدھر گورنر جنرل بہادر نے بمبئی سے سات ہزار آدمی ملتان
روانہ ہونے کا حکم دیا- اور اکتوبر کے آخر تک بنگالہ کا لشکر بھی
فیروزپور مین جمع ہونے لگا- سولھوین نومبر کو چار گورون

کی اور گیارہ ہندوستانی پلٹنین اور تین گورے کی اور دس
ہندوستانی رسالے اور اٹھتر توپین لیکر کمانڈر انچیف لارڈ گف
راوی پار اُترے - بائیسوین کو جناب پر رام نگر مین اور تیسری
دسمبر کو شاہ دولہا پور مین لڑائی ہوئی شیر سنگھ نے پیچھے ہٹ کر
جھیلم پر چلیان والہ مین مورچے جمائے - یہان تیرھوین جنوری کو
بڑی کڑی لڑائی ہوئی کھیت سرکار کے ہاتھ رہا لیکن چار توپ
کھوئی گئین اور دو ہزار تین سو ستاون آدمی اور نواسی افسر کا
نقصان ہوا - بمبئی کی فوج پہونچ جانے سے جنرل ہوپٹن نے
ملتان کے قلعہ پر حملا کرنے کی تیاری کی لیکن ستائیس دن لڑ کر
اور تھک کر بائیسوین جنوری ۱۸۴۹ء کو مولراج نے قلعہ ۱۸۴۹ء
حوالہ کر دیا اور جنرل ہوپٹن کے پاس چلا آیا جنرل ہولٹسن
کمانڈر انچیف سے جا ملا - اور اسکے شامل ہونے سے
کمانڈر انچیف کے پاس سو توپ کے ساتھ بیس ہزار کا لشکر
ہوگیا شیر سنگھ کے پاس بھی گجرات مین ساٹھ توپ اور
پچاس ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ تھی بائیسوین فروری کو لڑائی
ہوئی - سکھون نے شکست کھائی تریپن توپ سرکار کے ہاتھ آئی -
انگریزون نے سندھ تک پیچھا کیا - بارھوین مارچ کو شیر سنگھ اور

چتر سنگھ نے جو کچھ رہ گیا تھا۔ سب سمیت اپنے تئین جنرل گلبرٹ
کے حوالہ کر دیا۔ دوست محمد اپنے آدمی لیکر کابل چلا گیا۔
ایک لڑکا اُسکا یہان کھیت رہا۔ گرو مہاراج سنگھ پکڑا گیا
پہاڑی راجاؤن نے بھی اپنے کیے کا پھل پایا۔ انتیسوین مارچ کو
گورنر جنرل لارڈ ڈلہوسی نے پنجاب کی ضبطی کا اشتہار جاری فرمایا۔
خزانہ توپخانہ بالکل سرکار کے قبضہ مین آیا۔ کوہ نور ہیرا قیصر ہند
ایمپرس وکٹوریا کو نذر بھیجا گیا۔ دلیپ سنگھ پانچ لاکھ روپیہ
سال پنشن پر فتحگڈھ یعنے فرخ آباد وسگئے۔ اور وہان سے
عیسائی ہو کر انگلستان مین جا رہے۔ سردار چتر سنگھ شیر سنگھ کے
ساتھ نظر بند رہنے کو کلکتہ بھیجا گیا۔ مولراج کالے پانی یعنی انڈمن ٹاپو
کو روانہ ہوا لیکن راستہ ہی مین مرا۔ پنجاب کی حکومت
کے لیے گورنر جنرل نے بورڈ آف ایڈمنسٹریشن مقرر کیا۔
جسمین سر ہنری لارنس اُنکے بھائی جان لارنس اور مانسل تین
ممبر رہے۔ تھوڑے ہی دنون بعد مانسل کی جگہ سر رابرٹ
مانٹگمری آگئے۔ جسطرح لارڈ ایلنبرا نے سندھ انگریزی عملداری
مین ملایا تھا لارڈ ڈلہوسی نے پنجاب ملایا۔ لیکن لارڈ ڈلہوسی نے
اپنے ولایت جانے پر اس سے بڑھکر زیادہ عمدہ اور بہتر انتظام

شاید ہندوستان کے اور کسی حصہ مین نہین چھوڑا سنہ ۱۸۵۲ء سنہ ۱۸۵۲ء
مین برہما سے دوبارہ لڑائی ہوئی - اور انگریزی عملداری
پیگو تک پہونچی - حال اُسکا یہ ہے کہ سنہ ۱۸۲۶ء کے عہدنامہ کے
مطابق برہما کے بندرون مین انگریزی سوداگرون کی خاطرداری
ہونی چاہیے تھی - لیکن اب رنگون کے حاکم نے اُنپر ظلم اور
سختی کرنی شروع کی لارڈ ڈلہوسی لڑنا نہین چاہتا تھا لیکن
جب دیکھا کہ برہما والے عقل سے دور اور اُنکو راہ بتلانا
نہایت ضرور آٹھ ہزار آدمی جنرل گاڈون کے ساتھ روانہ
کیے - اپریل سنہ ۱۸۵۲ء مین اُنھون نے برہما والون کو شکست دیکر سنہ ۱۸۵۲ء
رنگون اور مرتبان اُنسے چھین لیا اور دسمبر مین لڑائی خرچ کے
ڈر سے اور آگے کو ایسی حرکت سے روکنے کے لیے کورٹ
آف ڈائرکٹرس کے حکم مطابق پیگو کے سب علاقے انگریزی
عملداری مین ملگئے گویا وہان والون کے دن پھرے - یاد ہوگا
کہ سنہ ۱۸۱۸ء مین انگریزون نے ستارا شواجی کی اولاد کو دے دیا سنہ ۱۸۱۸ء
تھا - اور سنہ ۱۸۳۹ء مین گدی نشین راجا کو خارج کرکے اُسکے سنہ ۱۸۳۹ء
بھائی کو بٹھانا پڑا تھا - یہ بھائی سنہ ۱۸۴۸ء مین لاولد مرا لیکن اُسنے سنہ ۱۸۴۸ء
مرتے وقت ایک لڑکا گود لیا تھا - کورٹ آف ڈائرکٹرس کی

رائے مین عہدنامہ مطابق اس کو دیے لڑکے کو گدی کا حق
نہین پہونچتا تھا۔ بس رعیت کے فائدہ کی نظر سے لارڈ ڈلہوسی
نے اُس لڑکے کا اچھا پنشن مقرر کرکے ستارا لے لیا۔ اسی طرح
۱۸۵۳ء ۱۸۵۳ء مین راجا کے مرنے پر ناگپور ضبطی مین آیا۔ اسنے کوئی
لڑکا گود نہین لیا تھا تمام علاقے مین اندھیر کھاتہ مچ رہا تھا۔
جھانسی کی ضبطی کا بھی ایسا ہی سبب ہوا شیو راؤ بھاؤ کے
۱۸۰۴ء ساتھ جو وہان پیشوا کی طرف سے تھا ۱۸۰۴ء مین عہدنامہ ہو گیا
۱۸۱۸ء تھا ۱۸۱۸ء مین جب بندیلکھنڈ پیشوا سے انگریزون نے لے لیا۔
جھانسی کا علاقہ بھاؤ کے وارث کو بحال رکھا اُسکے پوتے
۱۸۳۲ء راؤ رامچندر کو ۱۸۳۲ء مین راجہ کا خطاب دیا۔ اور اُسنے
۱۸۴۵ء ۱۸۴۵ء مین مرتے وقت ایک لڑکا گود لیا۔ سرچارلس میٹکاف نے
گود لینا نا منظور کرکے بھاؤ کے ایک لڑکے راؤ گنگا دھر کو جو تب تک
جیتا تھا گدی پر بیٹھایا۔ اسکے وقت مین ایسی بے انتظامی ہوئی
کہ اٹھارہ کی جگہ کل تین ہی لاکھ وصول ہونے لگا۔ اسنے بھی
۱۸۵۳ء ۱۸۵۳ء مین مرتے وقت ایک لڑکا گود لیا لیکن سرکار نے
منظور نہین کیا۔ اور دوسرا کوئی وارث نہ رہنے کے سبب
سارا علاقہ ضبط کر لیا۔

سنہ ۱۸۰۱ء اسی سال کرناٹک بھی مدراس احاطہ مین ملا سنہ ۱۸۰۱ء مین
عظیم الدولہ کو وہان کا نواب بنایا تھا۔ لیکن عہدنامہ مین نسلاً
سنہ ۱۸۵۳ء بعد نسل، یعنی موروثی ہونے کا کچھ ذکر نہین تھا۔ سنہ ۱۸۵۳ء مین
جب اُسکا پوتا لاولد مرا غلام جاہ اُسکے چچا نے دعوے گدّی کا
کیا۔ سرکار نے نامنظور کرکے اُسکے اور اُسکے کنبے کے لیے اچھا
سنہ ۱۸۸۱ء خاصہ پنشن مقرر کردیا۔ سنہ ۱۸۸۱ء کے عہدنامہ مطابق حیدرآباد
کے نواب کو پانچہزار پیادے دو ہزار سوار اور چار باٹری
توپخانہ کا خرچ جو سرکار کی طرف سے کنٹنجنٹ کے طور پر
وہان رہتا تھا ادا کرنا چاہیے تھا لیکن اسمین حیلہ حوالہ ہونے لگا۔
اور روپیہ باقی پڑا۔

سنہ ۱۸۴۳ء سنہ ۱۸۴۳ء مین نواب کو اطلاع دیگئی کہ اگر آگے روپیہ
برابر ادا نہو گا۔ کچھ علاقہ نکال لیا جائیگا۔ معاملہ اور بھی بدتر ہوا۔
سنہ ۱۸۵۲ء ناچار سنہ ۱۸۵۲ء مین لارڈ ولزلی نے کہلا بھیجا کہ اب علاقہ
لینا پڑا۔ گو نواب کے آدمیون نے روپیہ ادا کرنے
کی کوشش کی لیکن جب ظاہرا ناامیدی معلوم ہوئی۔ سرکار نے
سنہ ۱۸۵۳ء سنہ ۱۸۵۳ء کے عہدنامہ مطابق فوج خرچ کے لیے برار وغیرہ
سنہ ۱۸۶۰ء علاقون مین اپنا انتظام کرلیا۔ اور پھر سنہ ۱۸۶۰ء کے عہدنامہ

مطابق صرف برابر کافی سمجھکر باقی سب علاقون کو چھوڑ دیا۔
سنہ ۱۷۹۹ء مین جب لارڈ ویلزلی نے میسور کی ریاست پھر سنہ ۱۷۹۹ء
قائم کی عہدنامہ مین یہ شرط لکھی گئی تھی کہ جب ضرورت ہوگی
سرکار اپنا انتظام کریگی سنہ ۱۸۳۱ء مین جب راجا کی غفلت اور سنہ ۱۸۳۱ء
زیادتی سے رعیت نے سرکشی اور بغاوت اختیار کی
لارڈ بنٹینگ نے وہان کی حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی
راجا کو عہدنامہ کے مطابق آمدنی کا روپیہ جو خرچ سے
بچا حوالہ کیا۔ محصول گھٹا رعیت کو سکھ چین ملا۔ غرض ایسا اچھا
انتظام ہوا کہ جہان چوالیس لاکھ مشکل سے وصول ہوتا تھا
بیاسی لاکھ ہونے لگا۔ لارڈ ہارڈنگ سے راجا نے اپنے
اختیار کی بحالی چاہی۔ لیکن یہ بات منظور نہوئی سنہ ۱۸۵۶ء مین سنہ ۱۸۵۶ء
اُسنے لارڈ ڈلہوسی سے چاہی۔ اسنے بھی نامنظور کی۔ لارڈ ڈلہوسی
کو بھروسا کورٹ آف ڈائرکٹرس کا تھا۔ اور کورٹ ڈائرکٹرس کو
بڑا رعیت کے فائدہ کا لحاظ تھا۔

اسی سال یعنی جسمین ناگپور۔ جھانسی اور کرناٹک والے
لاولد مرے باجی راؤ پیشوا بھی بٹھور مین ستتر برس کا ہوکر لاولد
مرگیا۔ اسکے گود لیے لڑکے نانا راؤ نے آٹھ لاکھ پینشن جو

سنہ ۱۸۱۹ء

سنہ ۱۸۱۹ء مین باجی راؤ کو دیا گیا تھا اپنے نام بحال چاہا - یہ کیونکر ہو سکتا تھا پنشن تو حین حیات تھا نا اسنے ولایت مختار بھیجا - یہان اور ولایت دونون جگہون سے اسکا دعوی ڈسمس ہوا -

اب کچھ حال اودھ کی ضبطی کا سنو یہ بھاری کام لارڈ ڈلہوسی کا گویا آخری تھا سنہ ۱۷۷۵ء ہی مین وارن ہیسٹینگز نے نواب آصف الدولہ کو رعیت کی تباہی اور بدانتظامی سے چتایا تھا - لارڈ کارنوالس اور سر جان شور بھی چتاتا رہا - یہان تک کہ جب انگریزون کی مدد سے سعادت علی خان نواب ہوا - لارڈ ولزلی نے سنہ ۱۸۰۱ء مین اس بات کا کہ رزیڈنٹ کی صلاح مطابق انتظام درست کرے - ایک عہدنامہ لکھوا لیا - تیس برس بعد لارڈ بنٹنک کو بھی معلوم ہو گیا کہ بے مداخلت کام نہ چلیگا - کورٹ آف ڈائرکٹرس سے اجازت حاصل کر کے نصیر الدین حیدر کو دھمکایا کہ اب اختیار چھین کر پنشن مقرر ہو جائیگا - اس دھمکی سے کچھ بہت کام نہ نکلا -

سنہ ۱۸۴۹ء

لارڈ آکلینڈ اور زیادہ ضروری جھگڑون مین پھنسا رہا - سنہ ۱۸۴۹ء مین یعنی پہلی پنجاب کی لڑائی ختم ہونے پہ گورنمنٹ نے پھر اودھ کی طرف توجہ کی - اور رعیت کی تباہی اور پریشانی کی خبر لی لارڈ ہارڈنگ خود لکھنؤ گئے - اور بادشاہ کو زبانی سمجھایا

سنہ ۱۸۵۱ء اور پھر جلدی ہی ۱۸۵۱ء مین لارڈ ڈلہوسی نے کرنل سلیمن کو
وہان کا رزیڈنٹ مقرر کیا اور حکم دیا کہ بالکل علاقے مین دورہ
کرکے اپنی آنکھون سے رعیت کی حالت دیکھے۔ اور وہان کے
انتظام کا رپورٹ کرے۔ رپورٹ آیا لیکن اُس سے بدتر ہونا ممکن نہ تھا
گویا دنیا کے ظلم اور زیادتیون کی فہرست تھی۔ رعیت کی تباہی
اور پریشانی سے بھری تھی۔ بادشاہ عیش مین ڈوبے ہوے
تھے۔ عدالت کے مالک گوئیے بجوئیے تھے۔ عہدہ دار اپنے
عہدہ نذرانہ دیکر مول لیتے تھے اور پھر رعیت کو لوٹ کر اپنی
جیب بھرتے تھے۔ تو بھی لارڈ ڈلہوسی نے ضبطی ملتوی
سنہ ۱۸۵۴ء رکھی۔ اور ۱۸۵۴ء مین جنرل اٹرم کو رزیڈنٹ مقرر کرکے
نئے سر سے تحقیقات کا حکم دیا۔ جس سے معلوم ہو کہ کرنل سلیمن
کی رپورٹ پر بادشاہ نے انتظام کی کیا درستی کی۔ جنرل اٹرم نے خوب
تحقیق کرکے بہت افسوس کے ساتھ لکھا کہ درستی کچھ بھی نہین
ہوئی ہے اور نہ ہونے کی کچھ اُمید ہے۔ لارڈ ڈلہوسی نے دیکھا
کہ اب چپ رہنا گناہ مین داخل ہوگا کورٹ آف ڈائرکٹرس کو
لکھ بھیجا کہ بادشاہ بنا رہے۔ لیکن دیوانی فوجداری کا
اختیار سے لیا جاوے۔ جنرل لو جو کرنل سلیمن سے پہلے رزیڈنٹ

تھے۔ اب کونسل مین بھرتی ہو گئے تھے۔ سب ممبرون نے لارڈ ڈلہوسی کی رائے سے اتفاق کیا۔ لیکن دو ممبرون نے سوائے ضبطی کے اور کسی تدبیر مین کچھ فائدہ نہ دیکھا۔ دو مہینے کے کامل غور کے بعد کورٹ آف ڈائرکٹرس نے بورڈ آف کنٹرول کی منظوری کے ساتھ ضبطی کا حکم لکھ بھیجا بادشاہ کو پندرہ لاکھ پنشن دیا۔ بادشاہ نے اپنا ڈیرہ کلکتہ مین جا کیا کمپنی کی سند مین جو میعاد گذرنے پر ۱۸۵۳ء مین نئی ملی۔ نئی بات تین درج ہوئی پہلے یہ کہ کورٹ آف ڈائرکٹرس کے ممبرون کی تعداد تیس سے اٹھارہ ہو گئی۔ اسمین بھی چھ کی مقرری شاہی اہلکارون کے اختیار مین رہی۔ دوسرے بنگالہ اور پنجاب کا ایک ایک لفٹننٹ گورنر جدا مقرر ہوا۔ تیسرے سول سروس کے لیے امتحان کا قاعدہ مقرر ہو کر اُسپر سے کورٹ آف ڈائرکٹرس کا اختیار اُٹھ گیا۔

لارڈ کیننگ

غرض لارڈ ڈلہوسی اپنی میعاد ختم ہونے پر ولایت چلے گئے اور یہان اُنکی جگہ لارڈ کیننگ آئے۔ اب مختصر سا کچھ حال بلوہ کا لکھتے ہین۔ انگریزی لوگ ابتک اسکے اصلی

سبب پر بحث کرتے ہین - انگلستان والون سے پڑھکر کبھی کوئی تعجب ہوا ہوگا اور ہوا ہی چاہیے جنکے ملک انگلینڈ مین زیادہ آدمی ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے بستے ہین قانون مطابق وکالتًا بادشاہی کرتے ہین اپنے ملک کے لیے جان دینے کو طیار رہتے ہین عورتین بھی ملکداری کے معاملون مین دخل دیتی ہین گویا سوسیاسنے ایک مت کی مثل پر چلتے ہین وہ کیون نہ اس بات سے تعجب مین آوین کہ صرف ایک چکنائی لگے کارتوس کام مین لانے کے حکم سے بنگالہ کی ساری فوج بگڑجاوے وہ فوج جو سیکڑون لڑائیون مین سرکار کے نمک کی شرط بجا لائی اور اپنے افسرون کو ماباپ سمجھتی رہی اب انھین افسرون کا گلا کاٹے فوج کے بگڑتے ہی سارے ہندوستان مین کھلبلی پڑجاوے - بدمعاش ہر طرف لوٹ مار مچادیوین رئیس امیر جو انگریزون کے بڑھائے بڑھے اور جنکے بلائے انگریز آئے کچھ پروا نکرین بلکہ جنکو ایسے وقت مین سرکار کے لیے جان و مال سب نچھاور کرنا چاہیے تھا بہتیرے اُنمین سے الگ رہکر تماشا دیکھا کرین لیکن ہم لوگون کے لیے اسمین کوئی تعجب کی بات

نہین ہے فوج مین تو سپاہیون کو یقین ہو گیا تھا کہ اسطرح پر
کارتوسون کے کام مین لانے کا حکم جان بوجھکر صرف اُنکی
جات لینے کے لیے دیا گیا ہے اُن نئے کارتوسون مین
اسلیے کہ بندوق کی نلی مین پھنس نہ رہین چربی کی چکنائی
لگائی جاتی تھی اور چربی کا چھونا ہندوون کو منع ہے۔
یہ بے صبرے سپاہی اتنا کہان سوچ سکتے تھے کہ وہ کارتوس
دوسری طرح پر بھی کام مین آسکتا ہے جسمین اُنکی جات نہ جاوے
اور ضرور کچھ لحاظ ہو گا اگر اچھی طرح اِن مشکلون کی خبر
سرکار تک پہونچائی جاوے۔ سپاہیون نے سمجھا کہ بڑی بیعزتی
ہوئی۔ غرضمند اور مطلبی یارون نے اُنکو اور بھی بھڑکایا کہ اُنکی
بیعزتی جان بوجھکر کی گئی۔ اِن دیکھتے ہی دیکھتے یہ بلوہ کی ہوا
سارے ہندوستان مین پھیلی بدلی ہی چھاونیان تو اسکے
زہر سے بچی رہین باقی سب مین سپاہیون نے آفت مچائی
جب سپاہی بگڑے تو پھر بدمعاشون کا اُبھرنا کیا تعجب ہے
حاکم کا ڈر نہ رہنے سے لوٹ مار مین کونسا تردد ہے
جب اونچی جات والے سپاہیون نے میرٹھ مین اپنے
افسرون پر گولی چلا کر جیلخانہ کھول دیا۔ تو گوجرون کا کیا

قصور ہے جسکی لاٹھی اُسی کی بھینس سب نے اِسی پر عمل کیا۔
اور اگر پوچھو کہ شریفون نے رئیسون نے بڑے آدمیون نے
بلوہ دبانے مین سرکار کو مدد کیون نہین دی۔ تو ہم یہی کہینگے
کہ انہین ایسی ہمت اور بہادری کسنے پائی۔ بھلا یہ بنیے
مہاجن لالہ بابو ہتھیار چلانے کے لائق ہین۔ بنج بیوپار روپیہ
پیسے کا کام جو چاہو اِنسے لو۔ راجا مہاراجہ اپنے علاقون
کی آمدنی عیش آرام مین خرچ کرتے ہین۔ حفاظت کا بھروسا
سرکار پر رکھتے ہین جلوس کے لیے کچھ سوار پیادے رکھ لیے
تو کیا وہ سرکار کے قواعد سیکھے سپاہیون سے لڑ سکتے ہین
ذرا غور کرو۔ یہ لوگ اپنی ہی جان بچانے کی فکر مین پڑ گئے
تھے۔ ہان سرکار کی بھی سلطنت جمنے کی دعا دل سے مانگتے
تھے سوائے اسکے "لائلٹی" یعنی سرکار کی خیرخواہی کے
معنی مین فرنگستان اور ہندوستان کے درمیان بڑا
فرق ہے جسکے نام کی دونڈی پٹے اسکا حکم ماننا ہی یہان کی
خیرخواہی ہے۔ سیکڑون برس سے جو بادشاہون کا
اولٹ پلٹ دیکھا کیے ہین اب اُنکی پرواہی نہین ہے
پٹھان مغل مرہٹون کے ظلم اور زیادتی نے انکو ایسا بگاڑ دیا

کہ "پیٹریاٹزم" کے لیے ہمکو یہان کی بولی مین کوئی لفظ ہی نہین
ملا۔ اُنکے خیال ہی مین وہ آزادی نہین آسکتی جسکے لیے
انگریزون نے اسٹوارٹ کے خاندان کو تخت سے
اُتارا۔ نہ وہ اٹلی والون کی خودمختار ہونے کی خوشی یا جرمنی
والون کی قومی ہمدردی اُنکے خیال مین آسکتی ہے جس سے
وہ ملک ایک ہوکر ایسی بڑی "امپائر" یعنی شاہنشاہی ہوگیا۔

۱۸۵۷ء غرض یہ ۱۸۵۷ء کے بلوہ کی جڑ صرف ہندوستانی
فوج کا بگڑ جانا ہے کہ جسکا علاج اُسوقت ولایتی یعنی گورون
کی فوج یہان کم رہنے کے سبب جیسا چاہیے ترت نہو سکا
اور بغاوت کے معنی تو کل اتنے ہی لگ سکتے ہین کہ
بدمعاش اور مفسدون کو جیسے اندھے کے ہاتھ بٹیر لگ
جائے مَن مانتا موقع ملجانے سے غدر مچگیا۔

اب کچھ تھوڑا تھوڑا سا حال اس بلوہ کے بڑے بڑے
۱۸۵۷ء ہنگامون کا لکھا جاتا ہے۔ بائیسوین جنوری ۱۸۵۷ء کو کلکتہ کے
پاس دمدمے مین جہان توپ خانہ اور فوج رہتی ہے
سترھوین ہندوستانی پلٹن کے کمان افسر (کمانڈنگ افسر)
کو معلوم ہوا کہ سپاہی لوگ یہ افواہ سُنکر کہ کارتوسون

ہین گاے اور سور کی چربی لگی ہے نہایت گھبرا گئے ہین۔
اور جڑ اس افواہ کی یہ بتلاتے ہین کہ توپ خانہ کے کسی خلاصی نے
دہان کسی سپاہی سے پانی پینے کو لوٹا مانگا جب سپاہی نے
اپنا لوٹا دینے سے انکار کیا تو خلاصی نے کہا کہ خیر ہمکو لوٹا
دینے سے تو تمہاری جات جاتی ہے لیکن جب گاے اور
سور کی چربی ملے کارتوس دانت سے کاٹوگے تب دیکھینگے
تمہاری جات کیا ہوتی ہے، سپاہیون سے یہی معلوم
ہوا کہ اسطرح کی خبر تمام ہندوستان مین پھیل گئی ہے اور
اب چھٹی لیکر گھر جانے پر گھر والے کاہے کو ساتھ کھائینگے پیئینگے
یہ بڑی دہشت لگی ہے۔ اس بات کی تحقیقات ہوئی اور
اُسی مہینے کی ستائیسوین کو گورنر جنرل نے حکم دے دیا کہ
چربی کی جگہ جو سرکاری میگزینون مین لگائی جاتی تھی سپاہی
خود بازار سے تیل اور موم خرید کر اپنے ہاتھ سے کارتوسون مین
لگا لیوین پنجاب کو بھی یہی حکم بھیجا گیا۔ لیکن افسوس ہے
کہ نہ گزٹ مین چھپایا گیا اور نہ تمام چھاونیون مین فوج
کو سمجھایا گیا۔

یہ ہوا دمدمے سے بہرام پور پہونچی۔ وہان انہون نے ہندوستانی

پلٹن تھی۔ انیسوین فروری کو رات کے وقت پریڈ پر جمع ہوئی کمان افسر ایک سو اسی سوار اور دو توپین لیکر آیا سپاہیون نے کہا کہ صاحب یہ سنکر کہ ہم لوگون سے زبردستی کارتوس کٹوانے کو گورے بلوائے گئے ہین بڑا ڈر پیدا ہوا ہے کرنل مچل نے سمجھا یا کہ اب کارتوس دانت سے نہین کاٹنے پڑینگے ہاتھ سے توڑ کر بندوق مین بھرے جاوینگے۔ پلٹن اپنی لین کو چلی گئی۔ لارڈ کیننگ نے اس خیال سے کہ دوسری پلٹن بھی انیسوین کا طریقہ نہ اختیار کرین انیسوین پلٹن کو کلکتہ کے پاس بارکپور کی چھاونی مین بلوا کر اسکا نام کٹوا دیا۔ اسی کے بعد وہان بارکپور مین چونتیسوین پلٹن کے کسی سپاہی نے اپنے کسی افسر پر چوٹ چلائی اُسکے ساتھیون نے اُسے گرفتار تک نہ کیا۔ سزا مین اس چونتیسوین پلٹن کی بھی سات کمپنیون کا نام کاٹا گیا اور دو آدمیون کے لیے پھانسی کا حکم ہوا۔ سترھوین کو دو آدمی کالے پانی بھیجے گئے۔

گورنمنٹ کا ارادہ تھا کہ اسطرح پر جھٹ پٹ سزا دے دلا کر سرکشی دبا دیوے لیکن سپاہی اُلٹے اور بھی بگڑ گئے۔

پانچوین مئی کو میرٹھ مین تیسرے رسالے کے پچاسی سوارون نے کارتوس کام مین لانے سے انکار کیا۔ اور نوین کو کورٹ مارشل سے اُنھین سخت محنت کے ساتھ جدا جدا میعاد کی قید کا حکم ملا۔

دوسرے ہی دن تمام ہندوستانی فوج نے جو اسوقت وہان چھاونی مین تھی یعنی اس رسالے کے ساتھ دو پلٹنون نے ملکر بلوہ کیا۔ قیدیون کو جیلخانہ سے نکال دیا۔ اپنے افسرون پر گولی چلائی۔ چھاونی مین آگ لگا دی۔ فرنگی جو ہاتھ لگے سب کو مار ڈالا۔ نہ عورت نہ بچہ اُن پاپیون کے ہاتھ سے بچا۔ اور تعجب یہ کہ بائیس سو گورون کی فوج وہان موجود تھی لیکن کمان افسر نے کچھ ہاتھ پیر نہ ہلایا۔ تمام بلوائیون کو مرنے سے دہلی چلے جانے دیا۔ انھون نے دہلی مین پہنچ وہی میرٹھ کا سا حال کیا شاہ عالم کے پوتے بہادر شاہ کو جو وہان قلعہ مین گورنمنٹ سے پنشن پاتا تھا بادشاہ بنا۔ بلوائی اپنے جوش مین باؤلے بنگئے تھے بھلا برا یا واجب غیر واجب کچھ نہین دیکھتے تھے۔

دہلی مین گورون کی فوج نہ تھی یہی بڑی آفتون کی جڑ ہوئی

بہتیرے مسلمان دہلی کی بادشاہی پھر قائم ہونا چاہتے تھے وے عیسائیون کی حکومت سے نکلکر پھر اسنے لمبے چوڑے خطاب اور بڑی بڑی جاگیرون کے ملنے کا ایسے وقت مین پورا بھروسا رکھتے تھے۔ بعضے عقل کے پورے ہندو بھی اُنکے شامل ہوگئے۔

ندان دیکھتے دیکھتے ہی یہ بلوہ کی آگ ایسی پھیلی۔ کہ ایک دفعہ تو گویا دوآب اودھ اور روہیلکھنڈ سے سواے میرٹھ کی چھاؤنی لکھنؤ کی رزیڈنٹی اور آگرہ اور الہ آباد کے قلعہ کی بالکل انگریزی عملداری ہی اُٹھ گئی۔

کانپور مین سپاہیون نے پانچوین جون کو بلوہ کیا۔ اور ناناراؤ کو اپنا سردار بنایا۔ نانا کو سرکار سے اپنا عوض لینے کا یہ اچھا موقع ملا۔ جنرل ہیولیا رکون مین سو رسپے لگا کر سات سو انگریزون کے ساتھ کہ جنمین زیادہ میم بچے اور نہ لڑنے والے صاحب لوگ تھے بند ہوا۔ بائیس دن تک بڑی بہادری کے ساتھ لڑکر جب کھانے اور لڑنے کا سامان نہ رہا جان کی امان کا قول و قرار لیکر سب نے اپنے تئین نانا کے حوالے کر دیا۔ اس کمبخت نے سب کو

کٹھوا ڈالا میم اور بچون کا بھی کچھ خیال نہ کیا نواب تفضل حسین خان
کی بغاوت کے سبب جو صاحب لوگ فتحگڈھ فرخ آباد سے
نکل آئے تھے اُنکی بھی اُسنے جان لی - جو میم اور بچے بچ
رہے تھے جولائی مین سرکاری فوج پاس پہونچنے پر
اُن سب بیچارون کی گردن ماری - صرف دو صاحب
اسکے ہاتھ سے بچ نکلے - گویا اس مصیبت کی کہانی سنانے کو
جیتے رہے - اودھ کی فوج جون کے شروع ہی مین بگڑ گئی اور
بادشاہ بیگم اور اُسکے لڑکے برجیس قدر کے نام سے پھر
پرانی نوابی چمکی - تعلقہ دارون کا زور و ظلم انگریزی عملداری
مین دبا رہا - اب برجیس قدر کے جھنڈے تلے پھر اُٹھانے کا
اچھا موقع پایا - سر ہنری لارنس رزیڈنٹی یعنی بیلی گارڈ مین
انگریزون کے ساتھ بند ہوئے کچھ اُنین لڑنے والے تھے
اور کچھ نہ لڑنے والے -

روہیلکھنڈ کو نواب خان بہادر خان نے دبا یا -
سدو نصیر آباد کی فوجین اور ہلکر اور سندھیا کی کنٹنجنٹون
نے بھی بلوہ مچایا -

جھانسی کی رانی اور باندہ کے نواب نے بندیلکھنڈ ...

قبضہ کیا۔ دہلی تو گویا بلوے کا مرکز تھا جو فوج جہاں بگڑی سب نے
سیدھا دہلی کا راستہ لیا۔ جیسا بڑا بلوہ ہوا۔ ویسا ہی لارڈ کیننگ
بھی بڑا گورنر جنرل تھا۔ تربت مندراج اور بمبئی سے فوجیں ادھر کو
روانہ کرائیں۔ جو گوروں کی پلٹنیں چین کو جاتی تھیں راستے ہی سے
سب یہاں منگا لیں۔ لیکن سرکار کا بڑا سہارا پنجاب تھا۔
سرحد ہونے کے سبب اور سکھوں سے وہاں گوروں کی
فوج زیادہ ہے۔ سر جان لارنس کو جن ہندوستانی پلٹنوں سے
نمک حلالی اور وفاداری کا بھروسا نہ تھا ان سب سے
ہتھیار رکھوا لیا۔

کمانڈر انچیف نے سات ہزار فوج سے آٹھویں جون کو
دہلی کی پہاڑی پر مورچہ جا جمایا۔ بلوائیوں کا زور تھا دھیرے
دھیرے محاصرہ بڑھا کر چودھویں ستمبر کو دھاوا کر دیا۔ قدم قدم
پر لڑائی ہوئی اور لہو بہا یہاں تک کہ انیسویں کو قلعہ بھی ہاتھ
آگیا اور دہلی میں پھر سرکاری عمل ہوا۔ آدمی دونوں طرف کے
بہت کام آئے۔ شاید سنہ ۱۷۳۹ء کی نادرشاہی میں بھی شہر کے
اندر اس سے بڑھ کر نہیں مارے گئے۔

بہادر شاہ کنبے سمیت قید کیے گئے اور رنگون جا کر

کچھ دنون بعد اُنھی قید مین مرے۔
جولائی کے شروع مین جنرل ہیولاک صاحب دو ہزار آدمی اور کچھ توپین لیکر کانپور اور لکھنؤ لینے کو چلے۔ بارھوین اور پندرھوین کو نانا کی فوج فتحپور اور پانڈو ندی سے بھگا کر سترھوین کو کانپور داخل ہوے لیکن لکھنؤ مین بیلی گارڈ والون کو چھبیسوین ستمبر تک مدد نہ پہونچا سکے نوین نومبر کو نئے کمانڈر انچیف سر کالن کیمبل تین ہزار آدمیون کے ساتھ لکھنؤ جا کر بیلی گارڈ والون کو کانپور نکال لائے۔ باغی اور بلوائی سب دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ جنرل اٹرم کو کچھ فوج کے ساتھ لکھنؤ کے باہر عالم باغ مین چھوڑ آئے تھے۔ کانپور مین ایک بھاری لشکر اکٹھا کرکے مارچ ۱۸۵۸ء کے شروع مین پھر لکھنؤ گئے۔ ۱۸۵۸ء
ایک ہفتہ کی بڑی کڑی لڑائی کے بعد سولھوین کو لکھنؤ ہاتھ آیا مہاراج سر جنگ بہادر نے جو اپنے گورکھون کی فوج لیکر نیپال سے مدد کو آئے تھے اچھا کام دکھلایا۔ بیگم اور برجیس قدر نانا سمیت ترائی کی طرف بھاگ گئے۔ اور پھر نہ سنائی دیے ندان دہلی اور لکھنؤ کے ہاتھ آنے سے بلوہ ختم ہوا۔ اور جب اُدھر روہیلکھنڈ بھی لے لیا اور اِدھر جھانسی کو سر ہیو روز نے

صاف کیا سب جگہ امن چین ہو گیا۔ پھر ولایت مین پارلامنٹ
والون کی یہ رائے ٹھہری کہ اب ہندوستان کی حکومت کمپنی
سے لیجائے ہیچ ہے مالک پیدا کرنے والے کو جو کچھ کام اُس
کمپنی سے لینا تھا وہ پورا ہو چکا دیکھو پلاسی کی لڑائی سے
اس سو برس کے اندر سرکار کمپنی بہادر نے کیا کیا کام کر دکھایا
اور ہمارے ہندوستان کے ملک کو کہان سے کہان پہونچا دیا
جس زمین مین لوگ گائے بھی نہین چراتے تھے وہان اب
سندر کھیتیان ہوتی ہین۔ جہان زمیندار نت باقی مالگزاری کی
علت مین پکڑے باندھے جاتے تھے وہان اب پکے بندوبست
کی بدولت قسط بقسط مالگزاری ادا کرکے پانٔون پھیلا کے
سوتے ہین جن راستون مین بکری کا گذر نہ تھا وہان بگھیان
دوڑتی ہین۔ جہان اشرفیون کو بہلی میسر نہ تھی وہان آنٔون پر
ریل گاڑیان حاضر ہین۔ جہان قاصد نہین چل سکتا تھا وہان تار
کی ڈاک لگ گئی ہے۔ جہان قافلون کی ہمت نہین پڑتی تھی
وہان اب ایک ایک بڑھیا سونا اُچھالتی چلی جاتی ہے
جہان ہزارون کی تجارت ہوتی تھی وہان کرورون کی
نوبت پہونچ گئی ہے جنھین دن بھر مزدوری کرنے پر بھی

پاؤ بھر ستو یا چنا ملنا کٹھن تھا انکی اجرت اب چار اور آٹھ آنہ
روز سے کم نہین ہے جن کسانون کی کمر مین لنگوٹی دکھلائی نہین
دیتی تھی انکی گھر والیان گہنے جھمکاتی پھرتی ہین کیا پل اور کیا نہر
کیا مسافرخانے اور کیا دارالشفا کیا پولیس اور کیا کچہری کیا
انصاف اور کیا قانون کیا علم اور کیا ہنر کیا زندگانی کا ضروری
اسباب اور کیا عیش کا سامان جو کچھ اس کمپنی کے راج مین
دیکھا گیا نہ پہلے کسی کے خیال مین آیا تھا نہ آج تک کہین
سنا گیا۔ گویا جنگل پہاڑ جھاڑ جھنکاڑ سے اس دیس کو باغ
ہمیشہ بہار بنا دیا۔

کیا قدرت ہے قادر مطلق اور خالق برحق کی کہ انگلستان
کے جن سوداگرون اور دوکاندارون نے کمپنی بنکر اپنے
بادشاہ سے ہندوستان مین تجارت کرنے کی سند
لی آج انھون نے اس سارے ہندوستان جنت نشان
خلاصہ جہان کی پوری سلطنت اپنے بادشاہ شاہنشاہ
قیصرہ ہند ایمپرس وکٹوریا کو ایشور دن دونی بڑھائے یہ تاب
اسکا نذر کی۔ دوسری اگست ۱۸۵۸ء کو پارلامنٹ نے ۱۸۵۸ء
یہ حکم دیا کہ اب آگے کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساجھی

ہندوستان سے کچھ علاقہ نہ رکھین۔ جو کچھ اُنکا روپیہ لگتا ہے
اُسکا سود خزانہ سے لیا کرین۔

بادشاہی ہندوستان مین بادشاہ کی رہے۔ یہ بھی خوش نصیبی
ہندوستان کی تھی سوداگرون کے تحت سے نکلکر خاص
بادشاہ کے تحت مین آیا کالے آدمی بھی ایمپرس وکٹوریا کی
خاص رعیت کہلائے۔ کوئی مسلمان بادشاہ ہوتا اس بلوہ
کے بعد یہان قتل عام اور شہرون کو ڈھاکر گدھے کا ہل چلانے
کے لیے حکم دیتا لیکن معدن کرم مخزن رحم عفو مین طاق
شہرہ آفاق عالیجناب قمر رکاب شاہنشاہ فلک بارگاہ
ملکہ معظمہ قیصر ہند وکٹوریا دام اقبالہا نے جو اشتہار بھیجا اور پہلی
نومبر کو لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے آپ پڑھکر الہ آباد مین
سب لوگون کو سُنایا اُسکے سُننے سے سارے پرجا کا من
کنول کی کلی سا کھل گیا۔

اسکی نقل نیچے لکھی جاتی ہے۔ اسے پڑھنے والوا نیے
پیدا کرنے والے مالک سے یہی دعا مانگو کہ ہماری ایمپرس
وکٹوریا قیصر ہند کی سلطنت لازوال ہووے اور ایسی
رعیت پرور شاہنشاہ ہم لوگون کے سر پر سدا بنی رہے۔

اشتہار

(جیسا پہلی نومبر ۱۸۵۸ء کے گورنمنٹ گزٹ مین چھپا ہے) ۱۸۵۸ء

ملکۂ معظمہ باجلاس کونسل بنام والیان وسرداران اور جمہور انام ہند

ملکۂ معظمہ وکٹوریا بالفضل خدا مملکت گریٹ برٹن اور
آئرلینڈ اور آبادیہاے اور مضافات واقع یورپ اور
ایشیا اور افریقہ اور امریکا اور ایسٹرلیشیا کی ملکہ اور
ظہیر المذہب کی طرف سے خاص وعام مین حسب تفصیل ذیل
مشتہر کیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ بوجوہ کاملہ ہمارے اس ارادے کو
ہمنے بصلاح اور اتفاق راے امراے ملتی اور ملکی کے
اور مختاران عوام جو پارلامنٹ مین فراہم ہوے
مصمم کیا ہے کہ ممالک ہند کا انتظام جسکا انصرام آنریبل
ایسٹ انڈیا کمپنی کو آج تک امانتاً مفوض رہا ہے اپنے
اہتمام مین لاوین پس اس قرطاس کی روسے ہم اطلاع
دیتے اور اعلان فرماتے ہین کہ بصلاح اور اتفاق
راے مذکورۂ بالا کے ہمنے ملک مزبور کا انتظام اپنے

اہتمام مین لیا اور ہم اس قرطاس کی روسے اپنی جمیع رعایا
کو جو قلمرو مذکور مین موجود ہین تاکیدًا فرماتے ہین کہ ہماری
اور ہمارے ورثا اور جانشینون کی وفاداری اور اطاعت
کرین اور جس کسی کو ہمارے نام اور ہماری طرف سے
ملک کے انتظام کرنے کے لیے وقت بوقت آیندہ مقرر کرنا
مناسب سمجھین اُسکی فرمانبرداری کیا کرین - اور جو فرزند
ارجمند معزز اور معتمد علیہ مشیر خاص نواب چارلس جان
وائیکونٹ کننگ صاحب کی وفاداری اور قابلیت
اور فہم و فراست کی نسبت ہمکو اطمینان اور خاطر جمعی
کلی حاصل ہے اسلیے صاحب موصوف یعنی وائیکونٹ
کننگ صاحب کو ممالک مذکور کے انتظام ہماری طرف
اور نام سے کرنے کے لیے اور برعایت اُس قوانین
اور آئین کے جو ہمارے وزیر الممالک کے ذریعہ سے
اسکے پاس وقت بوقت پہونچے عمل کرنے کے لیے
ہمارا قائم مقام اول اور ممالک مذکور کا گورنر جنرل مقرر کیا
اور جو کوئی بالفعل کسی عہدہ پر کیا ملکی اور کیا فوجی سرکار
آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی نوکری مین مامور ہے اُس

قرطاس کی رو سے سب کسی کو اپنے عہدہ پر بحال اور قائم فرماتے ہین۔ مگر ہماری مرضی آیندہ مشروط رہے اور وہ سب انحصین آئین اور قوانین کی رعایت کرتے رہین جو آیندہ نافذ کیے جائینگے۔

اور والیان ہند کو اطلاع دیتے ہین کہ جس کسی عہد پیمان کو خود آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے ظہور مین لایا یا انکی اجازت سے انعقاد پایا ان سب کو ہم پذیرا اور قبول رکھتے ہین اور انکے ایفا معینہ کرتے رہینگے اور چشمداشت ہے کہ والیون کی طرف سے بھی اسی طرح سے تعمیل ہوتی رہیگی جو ملک بالفعل ہمارے قبضہ مین ہے اسکا ازدیاد نہین چاہتے ہین ہمکو گوارا نہو گا کہ کوئی شخص ہماری مملکت یا حقوق مین دخل بجبر کرے اور انتقام نہ پاوے اور علی ہذا القیاس پیشقدمی کسی کی بہ نسبت مملکت یا حقوق اورون کے ہماری جانب سے منظور نہو گی والیان ہند کے حقوق اور منزلت اور عزت مثل اپنے حقوق اور منزلت اور عزت کے عزیز سمجھینگے اور ہمکو آرزو ہے کہ والیان ہند کو اور ہماری رعایا کو بھی ایسی سعادت اور حسن اخلاق کی

ترقی جو کہ ملک کی صلح اور نیک انتظام سے پیدا ہوتی ہے حاصل
ہوتی رہے جو لوازم بہ نسبت اپنی دوسری رعایا کے ہمارے اوپر
عائد ہیں۔ انھیں لوازم کو بہ نسبت رعایائے ممالک ہند کے
ہم اپنے ذمہ واجب جانتے ہیں اور خدا کے فضل سے وفاداری
اور راستی کے ساتھ لوازم مذکور کی تعمیل کرینگے اگرچہ ہمکو مذہب
عیسائی کے صدق کی نسبت یقین کلی حاصل اور تسلی خاطر سے
جو اُس سے ہوا کرتی ہے ہمکو ساتھ شکرگزاری کے اعتراف ہے
تو بھی ہمکو نہ منصب ہے نہ آرزو کہ کسی رعیت سے خواہ مخواہ
اپنے عقیدہ کو قبول کرا دیں ہمارا حکم شاہانہ اور مرضی ہے
کہ کسی ایک مذہب کو کسی دوسرے مذہب پر ترجیح دی نہ جائے
اور کسی شخص کو بوجہ اعتقاد یا رسمیات مذہبی کے ایذا نہ دیجاوے
اور سب رعیت کی قانون کی رو سے بغیر طرفداری کے محافظت
ہوتی رہے اور ہماری طرف سے تاکید ہوتی ہے کہ کوئی
شخص جو ہماری نوکری میں ملک ہند کے انتظام کے لیے مقرر ہو
کسی رعیت کے اعتقاد اور عبادت مذہبی کی نسبت دست اندازی
نہ کرے والا ہمارا غضب ہوگا

اور یہ بھی ہمارا حکم ہے کہ جہانتک ممکن ہو ہماری سب رعیت

کسی قوم یا مذہب کی بلا تعرض اور طرفداری کے ہماری نوکری
مین ایسے عہدہ پر مقرر کیے جاوین جسکی خدمت کو بلحاظ تربیت اور
قابلیت اور دیانت کے بخوبی انجام دیسکین۔ ہمکو بخوبی معلوم ہے
کہ اہل ہند اُن اراضی کو جو اُنکے بزرگون سے وراثتاً پہونچی ہے
بہت عزیز جانتے ہین اور اُنکی اس سمجھ پر ہم نظر التفات رکھینگے
اور حقوق اُنکے جو کہ اراضی سے متعلق ہین بشرط ادا کرنے مطالبہ
سرکاری کے محفوظ رکھنا منظور ہے اور ہمارا حکم ہے کہ قانون
کی تجویز اور بھی قانون کے نفاذ مین عموماً حقوق قدیمی اور ملک
ہند کی رسم و رواج اور دستورون پر لحاظ ہوتا رہے۔

بعض مفسد لوگون نے کلام دروغ پھیلا کے ہم وطنون کو
ورغلانا اور اُنسے بغاوت فاش کرائی اور ملک ہند پر بلا اور
آفت پڑی اور یہ حال سُنکے ہمکو نہایت افسوس ہوا سو ہماری
قدرت اور اقتدار اس طرح ظاہر ہوا ہے کہ معرکہ کے میدان
مین بغاوت باغیون کی دفع کی گئی اب ہماری مرضی ہے
کہ ان شخصون کی نسبت جو دھوکا کھائے اور پھر اطاعت مین
آنے چاہے اُنکی تقصیرات کے معاف کرنے سے اپنے ترحم کو ظاہر کرین
اس نیت سے کہ زیادہ خونریزی نہونے پاوے اور ہمارے

ملک ہند مین جلد امن چین ہو جاوے ہمارے قائم مقام اور گورنر جنرل نے ایک خط مین یہ امید دلائی ہے کہ منجملہ اُن اشخاص کے جو غدر بلوہ کے ایام مین جرم مضر سرکار کے مرتکب ہوئے اکثر کے تقصیرات بشرط بعض شرائط مخصوص کے معاف کیے جاوینگے اور جو سزا اُن لوگون پر عائد ہوگی جنکی تقصیرات نے احاطۂ ترحم سے انکو باہر کیا ہے اُسکا بھی اعلان کرایا ہے چنانچہ ہمارے قائم مقام اور گورنر جنرل کے عمل مذکور کو ہم پذیرا اور قبول کرتے ہین علاوہ اسکے حسب ذیل اعلان فرماتے ہین یعنی۔

جن لوگون نے جان بوجھ کے قاتلون کو پناہ دی ہو یا جو لوگ باغیون کے سردار ہوئے ہون یا ترغیب دینے والے ہوئے ہون اُنکی نسبت صرف یہی وعدہ ہو سکتا ہے کہ اُنکی جان بخشی ہووے لیکن ایسے لوگون کی سزا کی تجویز مین اُن سب احوال پر جنکے اعتبار سے وے اپنی اطاعت سے پھر گئے غور کیا جائیگا اور اُن لوگون کی نسبت جو بے سوچے مفسدون کی جھوٹی باتون پر اعتماد کرکے مجرم ہوئے بڑی رعایت ظاہر کیجائیگی۔

دوسرے اور سبھون کو جو سرکار کی مخالفت مین ہتھیار بند ہاین وعدہ ہوتا ہے کہ اُنکی تقصیر سرکار کی نسبت اور رہاری

سلطنت اور منزلت کی نسبت بلا شرط معاف اور فراموش
کیجائیگی مگر وے اپنے اپنے گھرون مین جائین اور اپنے اپنے
پیشے صلاح و سداد مین ہاتھ لگائین۔ ہماری یہ بھی مرضی شاہانہ ہے
کہ رحم اور عفو کے یہ شرائط اُن سبھون سے متعلق ہونگے جو قبل
۱۸۵۹ء تاریخ پہلی جنوری ۱۸۵۹ء کے شرائط مذکورے کے مطابق عمل کرین۔
جب ملک مین خدا کے فضل سے پھر امن چین ہو تو بدل وجان
ہماری آرزو ہے کہ ملک ہند مین صنعتکاری کی تقویت ہوئے
اور افادۂ خلائق کے لیے کارہائے مثل طیاری سڑک ونہر
وغیرہ مرتب ہووین اور ملک کا انتظام بنظر افادہ ہماری رعایا
باشندۂ ملک مذکورے کے ہوتا رہے رعیت کی فراغبالی سے ہماری
اقتدار اور اُنکی قناعت سے ہماری بخیطری حاصل اور اُنکی شکرگزاری
ہمارے لیے پورا صلہ ہے اور خدا ے قادر ہمکو اور ہمارے
حکام ماتحت کو ایسی قدرت دیوے کہ واسطے افادۂ خلائق کے
انھین ہماری مرادون کو اتمام مین پہونچا دین۔

۳۹ بدان مالا - ابتدائی کتاب واسطے تعلیم ہندیان مع تصاویر -

۴۰ بدیا آنکر - بیان تمام حیوانات و نباتات کا مع تصاویر مستعمل و مشہور تعلیمی کتاب -

۴۱ سودھ بودھ کتاب درسی ہندیان مع تلفظ اردو الفاظ ناگری ہیں -

۴۲ راجہ بھوج کا سپنا - راجہ بھوج کا مختصر حال اور آنکی محنتون کا تذکرہ ہے جس سے عام تعلیم کی ترقی راجہ بھوج کے زمانہ کی معلوم ہوتی ہے -

۴۳ اسیون کا گوڑا - کتاب نثر کا ہلون کے لقص بیان ہوئے ہیں عجیب دلچسپ کتاب ہے -

۴۴ نوبدن دیانندی - یہ عمدہ کتاب بجواب لکچر دیانند سرستی کے ہے -

۴۵ سوہ مد کرستیک - گوبند استوتر کا بیان مع بھاشا ٹیکا آسان الفاظ مین ہے اسمین بھگوان کی استت ہے -

۴۶ جین اور بودھ کا بھید - جین اور بودھ مت کا اسرار اور اصول تفاوت کا تذکرہ ہے -

۴۷ بھاشا کلپ ستوتر - اسمین جین مت کا برنن بہت سے مہاتماؤن کے لکھے ہوے کے موافق ہے -

۴۸ پریم رتن - اسمین سری کرشن جی کا گوپیون پر جیا سی و سنجھود او ر رادھکا وغیرہ گوپیون سے ملنا نہایت عمدہ عمدہ چوپائی چھندون مین بیان کیا ہے -

۴۹ گیت گوبند آدرش - یہ کتاب سنسکرت مع بھاشا ٹیکا نہایت عمدہ کبتون مین ہے پنڈت جردیو کی بنائی ہوئی -

۵۰ پرستوتر مالا - اس کتاب مین ویدانت کے اشلوک ہین مع بھاشا ٹیکا -

۵۱ وصیت ہند گور درش حصہ اول - نہایت عمدہ نصیحت آمیز قصہ جو انگریزی سے ترجمہ کیا گیا ہے -

۵۲ اوپنشد سار - یہ خلاصہ اوپنشد کا ہے -

۵۳ یوگ ابشست کے کچھ چنے ہوے اشلوک -

۵۴ بالبودھ سار کا سار -

۵۵ لیلاوتی بھاشا - یہ مشہور کتاب ہے جو کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے -

کتب انگریزی

۵۶ ہسٹری آف انڈیا حصہ اول - تواریخ ہندوستانی جسکو ایم کیمسن صاحب بہادر ایم - اے سابق ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ممالک مغربی و شمالی و ممبر کلکتہ یونیورسٹی نے اتہاس ترمناسک حصہ اول سے ترجمہ کیا -

۵۷ ہسٹری آف انڈیا حصہ دوم ترجمہ اتہاس ترمناسک حصہ دوم بشرح صدر -

۵۸ ہسٹری آف انڈیا حصہ سوم ترجمہ اتہاس ترمناسک حصہ سوم

کتب ذیل چھپائی ہین یہ ہین عنقریب اشاعت پذیر ہونگی

۵۹ لکچر گیان و کرم -

۶۰ حروف تہجی -

۶۱ بھوگول ہستاملک حصہ اول -

۶۲ انگریزی اکشر کے سیکھنے کے اوپاے -

۶۳ بچون کا انعام -

۶۴ اعظم گڈھ ریڈر -

۶۵ بیر سنگھ کا برتانت -

۶۶ بھوگول ہستاملک حصہ سوم -